

ہوتے ہیں۔

جو کوئی نیک عمل کرے گا اپنے ہی لیے اچھا کرے گا، جو بدی کرے گا اس کا وبال اسی پر ہوگا، اور تیرا رب اپنے بندوں کے حق میں ظالم نہیں ہے۔

کو سوچنے سمجھنے کے لیے کافی مہلت دی جائے گی تو اس طرح کی مخالفت کرنے والوں کا خاتمہ کر دیا جاتا۔ دوسرا مفہوم یہ ہے کہ اگر اللہ نے پہلے ہی یہ طے نہ کر لیا ہوتا کہ اختلافات کا آخری فیصلہ قیامت کے روز کیا جائے گا تو دنیا ہی میں حقیقت کو بے نقاب کر دیا جاتا اور یہ بات کھول دی جاتی کہ حق پر کون ہے اور باطل پر کون۔

اس مختصر سے فقرے میں کفار کے مرض کی پوری تشخیص کر دی گئی ہے۔ اس میں بتایا گیا ہے کہ وہ قرآن اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے تنگ میں پڑے ہوئے ہیں اور اس تنگ نے ان کو سخت شکنجہ اور اضطراب میں مبتلا کر رکھا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ بظاہر تو وہ بڑے زور شور سے قرآن کے کلام الہی ہونے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے رسول ہونے کا انکار کرتے ہیں، لیکن درحقیقت ان کا یہ انکار کسی یقین کی بنیاد پر نہیں ہے، بلکہ ان کے دلوں میں شدید تذبذب برپا ہے۔ ایک طرف ان کے ذاتی مفاد، ان کے نفس کی خواہشات، اور ان کے جاہلانہ تعصبات یہ تقاضا کرتے ہیں کہ قرآن اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو جھٹلائیں اور پوری طاقت کے ساتھ ان کی مخالفت کریں۔ دوسری طرف ان کے دل اندر سے پکارتے ہیں کہ یہ قرآن فی الواقع ایک بے مثل کلام ہے جس کے مانند کوئی کلام کسی ادیب یا شاعر سے کبھی نہیں سنا گیا ہے، نہ کوئی مجنون دیوانگی کے عالم میں ایسی باتیں کر سکتا ہے، نہ کبھی شیاطین اس غرض کے لیے آسکتے ہیں کہ لوگوں کو خدا پرستی اور نیکی و پاکیزگی کی تعلیم دیں۔ اسی طرح محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو جب وہ جھوٹا کہتے ہیں تو ان کا دل اندر سے کہتا ہے کہ خدا کے بند و کچھ شرم کرو، کیا یہ شخص جھوٹا ہو سکتا ہے؟ جب وہ ان کو مجنون کہتے ہیں تو ان کا دل اندر سے پکارتا ہے کہ ظالمو، کیا واقعی تم اس شخص کو دیوانہ سمجھتے ہو؟ جب وہ ان پر یہ الزام رکھتے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم یہ سب کچھ حق کی خاطر نہیں بلکہ اپنی بڑائی کے لیے کر رہے ہیں تو ان کا دل اندر سے ملامت کرتا ہے کہ لعنت ہے تم پر، اس نیک نفس انسان

# قرآن کی سیاسی تعلیمات

— اَبُو الْاَعْلٰی مودودی —

۱۔ تصویر کائنات | سیاست کے متعلق قرآن کا نظریہ اس کے اساسی تصور کائنات پر مبنی ہے جسے نگاہ میں رکھنا اس نظریہ کو ٹھیک ٹھیک سمجھنے کے لیے ضروری ہے۔ فلسفہ سیاست کے نقطہ نظر سے اگر اس تصور کائنات کا جائزہ لیا جائے تو حسب ذیل نکات ہمارے سامنے آتے ہیں:

(الف) اللہ تعالیٰ اس پوری کائنات کا اور خود انسان کا اور ان تمام چیزوں کا خالق ہے جن سے انسان اس دنیا میں مستفید ہوتا ہے:

اور وہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو برحق	وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَاَلْاَرْضَ بِالْحَقِّ
پیدا کیا ہے۔	(۶: ۷۳)
کہو، اللہ ہی ہر چیز کا خالق ہے اور وہی یکتا	قُلِ اللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ
ہے سب کو مغلوب کر کے رکھنے والا۔	(۱۳: ۱۶)

## د بقیۃ تفرہیم القراءات

کو بندہ غرض کہتے ہو جسے کبھی تم نے دولت اور اقتدار اور نام و نمود کے لیے دوڑ دھوپ کرتے نہیں دیکھا ہے، جس کی ساری زندگی مفاد پرستی کے ہر شاخے سے پاک رہی ہے، جس نے ہمیشہ نیکی اور بھلائی کے لیے کام کیا ہے مگر کبھی اپنی کسی نفسانی غرض کے لیے کوئی بے جا کام نہیں کیا۔

۹۵ یعنی تیرا رب کبھی یہ ظلم نہیں کر سکتا کہ نیک انسان کی نیکی ضائع کر دے اور بدی کرنے والوں کو ان کی بدی کا بدلہ نہ دے۔

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّ الَّذِي  
خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا  
زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَ  
نِسَاءً (۱: ۴)

هُوَ الَّذِي خَلَقَ لَكُمْ مَا فِي الْأَرْضِ  
جَمِيعًا (۲: ۲۹)

هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَيْرُ اللَّهِ يَرْزُقُكُمْ  
مِّنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ (۳: ۳۵)  
أَفَرَأَيْتُمْ مَا تُمْنُونَ أَأَنْتُمْ  
تَخْلُقُونَهُ أَمْ نَحْنُ الْخَالِقُونَ . . . .  
أَفَرَأَيْتُمْ مَا تَحْرُثُونَ أَأَنْتُمْ  
تَزْرَعُونَهُ أَمْ نَحْنُ الزَّارِعُونَ . . . .  
أَفَرَأَيْتُمُ الْمَاءَ  
الَّذِي تَشْرَبُونَ أَأَنْتُمْ أَنْزَلْتُمُوهُ  
مِنَ الْمُزْنِ أَمْ نَحْنُ الْمُنزِلُونَ . . . .  
أَفَرَأَيْتُمُ  
النَّارَ الَّتِي تُورُونَ أَأَنْتُمْ أَنْشَأْتُمُوهَا  
أَمْ نَحْنُ الْمُنشِئُونَ -

(۵۶: ۵۸-۶۲)

رب، اپنی پیدا کردہ اس خلق کا مالک، فرمانروا اور مدبر و منتظم بھی اللہ ہی ہے :  
لَهُ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ  
وَمَا بَيْنَهُمَا وَمَا تَحْتَ الثَّرَى -  
(۸: ۲۰)

لوگو، ڈرو اپنے اُس رب سے جس نے تم کو  
ایک جان سے پیدا کیا اور اُس سے اُس کا جوڑا  
وجود میں لایا اور اُن دونوں سے اُس نے بکثرت  
مرد و عورت دنیا میں پھیلا دیئے۔

وہی ہے جس نے تمہارے لیے وہ سب چیزیں  
پیدا کیں جو زمین میں ہیں۔

کیا اللہ کے سوا کوئی اور خالق ہے جو تم کو آسمان  
وزمین سے رزق دیتا ہو؟

کیا تم نے غور کیا، یہ نطفہ جو تم ٹپکتے ہو اس سے  
بچہ تم پیدا کرتے ہو یا اس کے خالق ہم ہیں؟

... تم نے غور کیا، یہ کھیتی جو تم بوتے ہو اس سے  
تم اگاتے ہو یا اس کے اگانے والے ہم ہیں؟

... تم نے غور کیا، یہ پانی جو تم پیتے ہو اسے بادل  
سے تم برساتے ہو یا اس کے برسانے والے ہم

ہیں؟ . . . . تم نے غور کیا، یہ آگ جو تم سلگاتے  
ہو اس کے درخت تم نے پیدا کیے ہیں یا ان

کے پیدا کرنے والے ہم ہیں؟

اُسی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے  
اور جو کچھ ان کے درمیان ہے اور جو کچھ زمین

کی تہ میں (UNDER GROUND) ہے۔

وَلَهُ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ  
كُلُّ لَّهُ قَانُونٌ (۳۰: ۲۶)

اُسی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے،  
سب اُس کے مطیع فرمان ہیں۔

وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وَالنُّجُومُ  
مَسْحُورَاتٌ بِأَمْرِ اللَّهِ الْخَلْقِ وَالْأَمْرِ  
تَبَارَكَ اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ (۴: ۵۴)

سورج اور چاند اور تاروں کو اس نے پیدا کیا،  
سب اسی کے حکم سے مسخر ہیں۔ خبردار رہو، اسی  
کی خلق ہے اور اسی کی حکمرانی ہے۔ بڑا بابرکت  
ہے اللہ رب العالمین۔

يُدَبِّرُ الْأَمْرَ مِنَ السَّمَاءِ إِلَى الْأَرْضِ

آسمان سے زمین تک دنیا کا انتظام وہ کرتا  
ہے

(۳۲: ۱۵)

(ج) اس کائنات میں حاکمیت ایک اللہ کے سوا نہ کسی کی ہے، نہ ہو سکتی ہے اور نہ کسی

کا یہ حق ہے کہ حاکمیت میں اس کا کوئی حصہ ہو:

أَلَمْ تَعْلَمَ أَنَّ اللَّهَ لَهُ مُلْكُ

کیا تم نہیں جانتے کہ آسمانوں اور زمین کی بادشاہی  
اللہ ہی کی ہے۔

السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ (۲: ۱۰۴)

اور بادشاہی میں کوئی اس کا شریک نہیں ہے۔

وَلَمْ يَكُنْ لَهُ شَرِيكٌ فِي الْمُلْكِ (۲: ۱۰۴)

دنیا اور آخرت میں ساری تعریف اسی کے لیے

لَهُ الْحَمْدُ فِي الْأُولَىٰ وَالْآخِرَةِ

ہے اور حکم کا اختیار اسی کو ہے اور اسی کی طرف

وَلَهُ الْحُكْمُ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ

تم بلپاتے جانے والے ہو۔

(۲۸: ۷۰)

فیصلے کا اختیار کسی کو نہیں ہے سوائے اللہ کے۔

إِنَّ الْحُكْمَ لِلَّهِ (۷: ۵۷)

بندوں کے لیے اُس کے سوا کوئی ولی و سرپرست

مَا لَهُمْ مِنْ دُونِهِ مِنْ وَلِيٍّ وَ

نہیں اور وہ اپنے حکم میں کسی کو شریک نہیں کرتا۔

لَا يُشْرِكُ فِي حُكْمِهِ أَحَدًا (۱۸: ۲۶)

وہ کہتے ہیں کہ ہمارے اختیار میں بھی کچھ ہے؟

يَقُولُونَ هَلْ لَنَا مِنَ الْأَمْرِ

کہو، اختیار سارا کا سارا اللہ ہی کا ہے۔

مِنْ شَيْءٍ بِرِغْلٍ إِنَّ الْأَمْرَ كُلَّهُ لِلَّهِ (۳: ۱۵۴)

لِلَّهِ الْأَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَمِنْ بَعْدُ (۴:۴۰)

لَهُ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَ

إِلَى اللَّهِ تُرْجَعُ الْأُمُورُ (۵:۵۷)

أَفَمَنْ يَخْلُقُ كَمَنْ لَا يَخْلُقُ أَفَلَا

تَذَكَّرُونَ (۱۷: ۱۷)

أَمْ جَعَلُوا لِلَّهِ شُرَكَاءَ خَلَقُوا كَخَلْقِهِ

فَتَشَابَهَ الْخَلْقُ عَلَيْهِمْ (۱۶: ۱۳)

قُلْ أَرَأَيْتُمْ شُرَكَاءَ كُمُ الَّذِينَ

تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ أَرُونِي مَاذَا خَلَقُوا

مِنَ الْأَرْضِ أَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِي السَّمَاوَاتِ

..... إِنَّ اللَّهَ يُمَسِّكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ

أَنْ تَزُولَا وَلَئِنْ زَالَتَا إِنْ أَمْسَكَهُمَا مِنْ

أَحَدٍ مِّنْ بَعْدِهِ (۲۰: ۳۵-۳۶)

اللہ ہی کے ہاتھ اختیار ہے پہلے بھی اور بعد میں بھی

آسمانوں اور زمین کی بادشاہی اسی کی ہے اور

سارے معاملات اسی کی طرف رجوع کیے جاتے ہیں

کیا وہ جو پیدا کرتا ہے اُس کی طرح ہو سکتا ہے جو

پیدا نہیں کرتا؟ تم ہوش میں نہیں آتے؟

کیا ان لوگوں نے اللہ کے کچھ ایسے شریک بنالیے

ہیں جنہوں نے اللہ کی طرح کچھ پیدا کیا ہو اور ان

پر تخلیق کا معاملہ منتقل ہو گیا ہو؟

کہو، کبھی تم نے اپنے ٹھیراٹھے ہوئے ان شریکوں

کو دیکھا جنہیں تم اللہ کے سوا رب کی حیثیت

سے پکارتے ہو؟ مجھے دکھاؤ انہوں نے زمین میں

کیا پیدا کیا ہے۔ یا آسمانوں میں ان کی کوئی شرکت

ہے؟ ..... درحقیقت اللہ ہی آسمانوں اور زمین

کو زائل ہونے سے روکے ہوئے ہے، اور اگر وہ

زائل ہونے لگیں تو اللہ کے بعد کوئی دوسرا نہیں ہے

جو انہیں روک سکے۔

(د) ماکہیت کی جملہ صفات اور جملہ اختیارات صرف ایک اللہ ہی میں مرکوز ہیں، اس کائنات

میں کوئی ان صفات و اختیارات کا حامل سرے سے ہے ہی نہیں۔ وہی سب پر غالب ہے۔ سب

کچھ جانتے والا ہے۔ بے عیب اور بے خطا ہے۔ سب کا نگہبان ہے۔ سب کو امان دینے والا ہے۔

ہمیشہ زندہ اور ہر وقت بیدار ہے۔ ہر چیز پر قادر ہے۔ سارے اختیارات اسی کے ہاتھ میں ہیں۔

ہر شے چارونا چار اس کی تابع فرمان ہے۔ نفع اور ضرر سب اس کے اختیار میں ہیں۔ کوئی اس کے

سوا اور اس کے اذن کے بغیر نہ کسی کو نفع پہنچا سکتا ہے نہ نقصان۔ اس کے اذن کے بغیر کوئی اس کے آگے سفارش تک نہیں کر سکتا۔ وہ جس سے چاہے مواخذہ کرے اور جسے چاہے معاف کر دے۔ اس کے حکم پر نظر ثانی کرنے والا کوئی نہیں۔ وہ کسی کے سامنے جواب دہ نہیں اور سب اس کے سامنے جواب دہ ہیں۔ اس کا حکم نافذ ہو کر رہتا ہے اور کوئی اس کے حکم کو ٹالنے کی قدرت نہیں رکھتا۔ حاکمیت کی یہ تمام صفات صرف اللہ ہی کے لیے مخصوص ہیں اور ان میں کوئی اس کا شریک نہیں ہے:

وہی اپنے بندوں پر غلبہ رکھنے والا ہے اور وہی  
وانا اور ہر چیز سے باخبر ہے۔

وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهِ وَهُوَ  
الْحَكِيمُ الْحَكِيمُ۔ (۱۸: ۶)

پوشیدہ اور ظاہر سب چیزوں کا باندھے والا،  
بزرگ اور بالا تر رہنے والا۔

عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْكَبِيرُ  
الْمُتَعَالِ۔ (۹: ۱۳)

بادشاہ، عیب و نقص سے پاک، غلطی سے میرا،  
امن دینے والا، نگہبان، غالب، بزور حکم نافذ  
کرنے والا، کبریائی کا مالک۔

الْمَلِكُ الْقَدُّوسُ السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ  
الْمُهَيَّبُ الْعَزِيزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ۔  
(۲۳: ۵۹)

ہمیشہ زندہ، اپنے بل پر آپ قائم، نہ اس کو اونگھ  
آتے نہ نیند لاحق ہو، آسمانوں اور زمین میں کچھ  
ہے سب اسی کا ہے، کون ہے جو اس کی اجازت  
کے بغیر اس کے پاس سفارش کرے؟ جو کچھ لوگوں  
کے سامنے ہے اسے بھی وہ جانتا ہے اور جو ان  
سے اوچل ہے اس سے بھی وہ واقف ہے۔

الْحَيُّ الْقَيُّومُ، لَا تَأْخُذُهُ سِنَّةٌ وَلَا  
نَوْمٌ لَهُ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ مَنْ  
ذَ الَّذِي يَشْفَعُ عِنْدَهُ إِلَّا بِإِذْنِهِ يَعْلَمُ  
مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ۔

بڑا بابرکت ہے وہ جس کے ہاتھ میں بادشاہی ہے  
اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

(۲۵۵: ۲)  
تَبَارَكَ الَّذِي بِيَدِهِ الْمُلْكُ وَهُوَ  
عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ (۱: ۶۷)

بَيِّدِ مَلَكَوتُ كُلِّ شَيْءٍ بِوَآئِدِهِ  
تُذَجِّعُونَ - (۸۳: ۳۶)

وَلَوْ أَسْلَمَ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَ  
الْأَرْضِ طَوْعًا وَكَرْهًا (۸۳: ۳)

إِنَّ الْعِزَّةَ لِلَّهِ جَمِيعًا، هُوَ  
السَّمِيعُ الْعَلِيمُ - (۶۵: ۱۰)

قُلْ فَمَنْ يَبْدِكُمْ لَكُمْ مِنَ اللَّهِ  
شَيْئًا إِنْ أَرَادَ بِكُمْ ضَرًّا أَوْ أَرَادَ بِكُمْ نَفْعًا  
(۱۱: ۴۸)

وَإِنْ يَسُئِكَ اللَّهُ بَصِيرًا فَلَا تُخَفِّفْ  
لَهُ إِلَّا هُوَ وَإِنْ يُرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَادَّ  
لِفَضْلِهِ يُصِيبُ بِهِ مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ  
وَهُوَ الْعَفُورُ الرَّحِيمُ - (۱۰۴: ۱۰)

وَإِنْ تُبَدُّوْا مَا فِي أَنْفُسِكُمْ أَوْ  
تُخْفَوْهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللَّهُ فَيَغْفِرُ  
لِمَنْ يَشَاءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ  
عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ (۲۸۴: ۲)

أَلْبَسْ بِهِ وَأَسْمِعْ مَا لَهُمْ مِنْ  
دُونِهِ مِنْ وَلِيٍّ وَلَا يُشْرِكُ فِي حُكْمِهِ

جس کے ہاتھ میں ہر چیز کا اختیار ہے اور اسی  
کی طرف تم ٹپکتے جانے والے ہو۔

آسمانوں اور زمین کے سب رہنے والے چاروناچا  
اسی کے تابع فرمان ہیں۔

طاقت بالکل اسی کے ہاتھ میں ہے۔ وہ سب  
کچھ سننے اور جاننے والا ہے۔

کہو، اگر اللہ تمہیں نقصان پہنچانا چاہے تو کون  
اس سے تمہیں کچھ بھی بچا سکتا ہے؟ یا اگر وہ تمہیں  
نفع پہنچانا چاہے تو کون اسے روک سکتا ہے؟

اگر اللہ تجھے ضرر پہنچاتے تو اسے دور کرنے والا  
خود اللہ ہی کے سوا کوئی نہیں ہے اور اگر وہ تیرے  
ساتھ بھلائی کرنا چاہے تو اس کے فضل کو پھر  
وینے والا بھی کوئی نہیں۔ اپنے بندوں میں سے  
جس پر چاہتا ہے فضل فرماتا ہے اور وہ تجھے  
والا مہربان ہے۔

تم خواہ اپنے دل کی بات ظاہر کرو یا چھپاؤ،  
اللہ اس کا محاسبہ تم سے کر لے گا، پھر جسے چاہے  
وہ معاف کرے اور جسے چاہے سزا دے، اللہ  
ہر چیز پر قادر ہے۔

کمال درجہ کا دیکھنے اور سننے والا، اس کے سوا  
کوئی بندوں کا ولی و سرپرست نہیں، اور وہ

أَحَدًا

(۲۶: ۱۸)

قُلْ إِنِّي لَنْ يُجِيرَنِي مِنَ اللَّهِ أَحَدٌ  
وَلَنْ أَجِدَ مِنْ دُونِهِ مُلْتَحَدًا (۲۲: ۴۲)  
وَهُوَ يُجِيرُ وَلَا يُجَارُ عَلَيْهِ

(۸۸: ۲۳)

إِنَّهُ هُوَ يَدْعُنِي وَيُعِيدُ وَهُوَ  
الْعَزُورُ الْوَدُودُ ذُو الْعَرْشِ الْمَجِيدُ  
فَعَالَ لِمَا يُرِيدُ (۱۶-۱۳: ۸۵)

إِنَّ اللَّهَ يَجْكُم مَّا يَرِيدُ (۱: ۵)

وَاللَّهُ يَجْكُم لَّا مَعْقِبَ لِحُكْمِهِ

(۴۱: ۱۳)

لَا يُسْئَلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ

يُسْئَلُونَ -

(۲۳: ۲۱)

لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمَاتِهِ وَلَنْ تَجِدَ مِنْ

دُونِهِ مُلْتَحَدًا (۲۴: ۱۸)

أَلَيْسَ اللَّهُ بِأَحْكَمِ الْحَاكِمِينَ (۸: ۹۵)

قُلِ اللَّهُمَّ مَالِكَ الْمُلْكِ قُوَّتِي

الْمُلْكِ مَنْ تَشَاءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ

تَشَاءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ

يَبْدِكَ الْخَيْرُ إِنَّكَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ -

(۲۶: ۳)

اپنے حکم میں کسی کو شریک نہیں کرتا۔

کہو، مجھے کوئی اللہ سے بچا نہیں سکتا اور نہ اس کے  
سوا میں کوئی جائے پناہ پاسکتا ہوں۔

وہ پناہ دیتا ہے اور اس کے مقابلہ میں پناہ نہیں  
دی جاسکتی۔

وہی ابتدا کرتا ہے اور وہی اعادہ کرتا ہے۔ اور  
وہی جتنے والا اور محبت کرنے والا ہے تخت  
سلطنت کا مالک اور بزرگ، جو کچھ چاہے  
کر گزرنے والا۔

بے شک اللہ جو کچھ چاہتا ہے فیصلہ کرتا ہے۔

اللہ فیصلہ کرتا ہے اور کوئی اس کے فیصلہ پر نظر  
ثانی کرنے والا نہیں ہے۔

جو کچھ وہ کرتا ہے اس پر کسی کے سامنے وہ جوابدہ  
نہیں ہے اور دوسرے سب جوابدہ ہیں۔

اس کے فرامین کو بدلنے والا کوئی نہیں اور تو اس کے  
مقابلے میں کوئی جلتے پناہ نہیں پاسکتا۔

کیا اللہ سب حاکموں سے بڑھ کر حاکم نہیں ہے؟  
کہو، خدایا، ملک کے مالک، تو جسے چاہے ملک سے  
اور جس سے چاہے چھین لے، جسے چاہے عزت سے  
اور جسے چاہے ذلیل کر دے، ساری بھلائی تیرے  
اختیار میں ہے، تو ہر چیز پر قادر ہے۔



إِنَّ الْأَرْضَ لِلَّهِ يُورِثُهَا مَنْ يَشَاءُ

(۴: ۱۲۸)

مِنْ عِبَادِهِ

درحقیقت زمین اللہ کی ہے، اپنے بندوں میں

سے جسے چاہتا ہے اس کا وارث بنا تا

ہے۔

۲۔ حاکمیت الہیہ | کائنات کے اسی تصور کی بنیاد پر قرآن کہتا ہے کہ انسانوں کا حقیقی فرمانروا

اور حاکم بھی وہی ہے جو کائنات کا حاکم و فرمانروا ہے۔ انسانی معاملات میں بھی حاکمیت کا حق اسی کو پہنچتا ہے۔ اور اس کے سوا کوئی انسانی یا غیر انسانی طاقت بلو جو حکم دینے اور فیصلہ کرنے کی مجاز نہیں ہے۔ البتہ فرق صرف یہ ہے کہ نظام کائنات میں تو اللہ کی حاکمیت و فرمانروائی اپنے زور پر آپ قائم ہے جو کسی کے اعتراف کی محتاج نہیں ہے، اور خود انسان بھی اپنی زندگی کے غیر اختیاری حصے میں طبعاً اس کی حاکمیت و فرمانروائی کا اسی طرح مطیع ہے جس طرح ایک ذرے سے لے کر کیمکشیاتی نظاموں تک ہر چیز اس کی مطیع ہے، لیکن انسان کی زندگی کے اختیاری حصے میں وہ اپنی اس حاکمیت کو بزور مستط نہیں کرتا بلکہ الہامی کتابوں کے ذریعہ سے، جن میں آخری کتاب یہ قرآن ہے، اُن کو دعوت دیتا ہے کہ شعور و ارادہ کے ساتھ اس کی حاکمیت تسلیم اور اس کی اطاعت اختیار کریں۔ اس مضمون کے مختلف پہلوؤں کو قرآن میں بڑی وضاحت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔

الف، یہ کہ کائنات کا رب ہی درحقیقت انسان کا رب ہے اور اسی کی ربوبیت

تسلیم کی جانی چاہیے:

قُلْ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ

وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ... قُلْ

أَعْبُدُوا اللَّهَ أَلْبَعْنِي رَبًّا وَهُوَ رَبُّ كُلِّ

(۶: ۱۶۴)

شَيْءٍ

کہو، میری نماز اور میری قربانی اور میرا جینا

اور میرا مرنا سب کچھ اللہ رب العالمین کے لیے ہے...

کہو، کیا اللہ کے سوا میں کوئی اور رب تلاش کروں

حالانکہ ہر چیز کا رب تو وہی ہے۔

إِنَّ رَبَّكُمُ اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمَوَاتِ  
وَالْأَرْضَ (۵۴: ۴)  
قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ  
إِلَهِنَا النَّاسِ - (۳۱: ۱۱۴)  
قُلْ مَنْ يَرْزُقُكُمْ مِنَ السَّمَاءِ وَ  
الْأَرْضِ أَمْ مَنْ يَمْلِكُ السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ  
مَنْ يَخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ  
الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَمَنْ يُدَبِّرُ الْأُمُورَ  
فَسَيَقُولُونَ اللَّهُ فَقُلْ أَفَلَا تَتَّقُونَ  
فَذَالِكُمْ اللَّهُ رَبُّكُمُ الْحَقُّ فَمَاذَا بَعَدَ  
الْحَقِّ إِلَّا الضَّلَالُ فَأَنَّى تُصْرَفُونَ  
(۳۱: ۱۰)

درحقیقت تمہارا رب اللہ ہے جس نے آسمانوں  
اور زمین کو پیدا کیا۔  
کہو، میں پناہ مانگتا ہوں انسانوں کے رب  
انسانوں کے بادشاہ۔ انسانوں کے معبود کی۔  
کہو، کون تم کو آسمان اور زمین سے رزق  
دیتا ہے؟ سماعت اور بینائی کی قوتیں کس کے  
اختیار میں ہیں؟ کون بے جان میں سے جاندار  
کو اور جاندار میں سے بے جان کو نکالتا ہے؟  
اور کون دنیا کا انتظام چلاتا ہے؟ وہ ضرور  
کہیں گے کہ اللہ۔ کہو، پھر تم ڈرتے نہیں؟ پھر  
تو وہ اللہ ہی تمہارا حقیقی رب ہے۔ آخر حق  
کے بعد کراہی کے سوا اور کیا رہ جاتا ہے، تم  
کہہ پھرتے جا رہے ہو؟

رب، یہ کہ حکم اور فیصلے کا حق اللہ کے سوا کسی کو نہیں ہے، اسی کی بندگی انسانوں کو کرنی  
چاہیے اور یہی صحیح طریق کار ہے:

وَمَا اخْتَلَفْتُمْ فِيهِ مِنْ شَيْءٍ  
فَحُكْمُهُ إِلَى اللَّهِ - (۱۰: ۴۲)  
إِنَّ الْحُكْمَ إِلَّا لِلَّهِ أَمَّا أَلَّا تَعْبُدُوا  
إِلَّا آيَاتُ ذَالِكِ الدِّينِ الْقِيمِ وَلَكِنَّ  
أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ (۴۰: ۱۲)

تمہارے درمیان جو اختلاف بھی ہو اس کا  
فیصلہ کرنا اللہ کا کام ہے۔  
حکم اللہ کے سوا کسی کے لیے نہیں ہے، اس کا  
فرمان ہے کہ تم اس کے سوا کسی کی بندگی نہ  
کرو، یہی صحیح دین ہے، مگر اکثر لوگ جانتے  
نہیں ہیں۔

يَقُولُونَ هَلْ لَنَا مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ  
قُلِ إِنَّ الْأَمْرَ كُلَّهُ لِلَّهِ (۱۵۴:۳)

وہ کہتے ہیں کہ ہمارا بھی کچھ اختیار ہے؟ کہو،  
اختیار سارا کا سارا اللہ ہی کا ہے

(ج) یہ کہ حکم دینے کا حق اللہ کو اس لیے ہے کہ وہی خالق ہے:

آلَهُ الْخَلْقُ وَالْأَمْرُ (۵۴:۷)

خیردار، اسی کی خلق ہے اور اسی کا امر ہے۔

(د) یہ کہ حکم دینے کا حق اللہ کو اس لیے ہے کہ وہی کائنات کا بادشاہ ہے:

وَالسَّارِقِ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوا  
أَيْدِيَهُمَا .. . أَلَمْ نَعْلَمَ أَنَّ اللَّهَ لَهُ  
مُلْكُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ (۳۸:۵-۴)

چور مرد اور چور عورت، دونوں کے ہاتھ کاٹ  
دو۔۔۔ کیا تم نہیں جانتے کہ آسمانوں اور زمین  
کی بادشاہی اللہ ہی کے لیے ہے۔

(ه) یہ کہ اللہ کا حکم اس لیے برحق ہے کہ وہی حقیقت کا علم رکھتا ہے اور وہی صحیح

رہنمائی کر سکتا ہے:

عَسَىٰ أَنْ تَكْرَهُوا شَيْئًا وَهُوَ  
خَيْرٌ لَّكُمْ وَعَسَىٰ أَنْ تُحِبُّوا شَيْئًا وَ  
هُوَ شَرٌّ لَّكُمْ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنْتُمْ لَا  
تَعْلَمُونَ (۲۱۶:۲)

ہو سکتا ہے کہ ایک چیز تمہیں ناپسند ہو اور  
وہ تمہارے لیے بہتر ہو۔ اور ہو سکتا ہے کہ  
ایک چیز تمہیں پسند ہو اور وہ تمہارے لیے  
بُری ہو۔ اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔

اللہ ہی جانتا ہے کہ مفسد کون ہے اور  
مصلح کون۔

وَاللَّهُ يَعْلَمُ الْمُفْسِدَ مِنَ  
الْمُصْلِحِ - (۲۲:۲)

جو کچھ ان کے سامنے ہے اسے بھی وہ جانتا  
ہے اور جو کچھ ان سے اوچھل ہے اس سے بھی  
وہ باخبر ہے۔ اور اس کے علم میں سے کسی چیز

يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا  
خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهِ  
إِلَّا بِمَا شَاءَ - (۲۵۵:۲)

کا وہ احاطہ نہیں کر سکتے بجز ان چیزوں کے  
جن کا وہ علم دینا چاہے۔

وَإِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَبَلَغْتُمْ  
أَحْلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوهُنَّ أَنْ يَنْكِحْنَ  
أَزْوَاجَهُنَّ... ذَا لِكُمْ أَزْوَاجٌ لَكُمْ  
وَاطْهَرُوا لِلَّهِ يَعْلَمُوا وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ  
(۲۳۲: ۲)

اور جب تم عورتوں کو طلاق دو اور وہ اپنی  
عدت کی مدت کو پہنچ جائیں تو انہیں اپنی  
پسند کے، شوہروں کے ساتھ نکاح کرنے  
سے نہ روکو... یہ تمہارے لیے زیادہ بہتر  
اور پاکیزہ طریقہ ہے۔ اللہ جانتا ہے اور تم  
نہیں جانتے۔

يُؤْتِيكُمُ اللَّهُ فِي أَوْلَادِكُمْ...  
أَبَاءَكُمْ وَابْنَاءَكُمْ لِأَنْتُمْ رِزْقُكُمْ  
أَقْرَبُ لَكُمْ نَفْعًا، فَرِيضَةٌ مِنَ اللَّهِ  
إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا حَكِيمًا

اللہ تمہاری اولاد کے معاملہ میں تم کو ہدایت  
دیتا ہے... تمہارے ماں باپ اور تمہاری  
اولاد میں سے کون بلحاظ نفع تم سے قریب تر  
ہے، اس کو تم نہیں جانتے۔ وراثت کا حصہ  
اللہ نے مقرر کر دیا ہے، یقیناً اللہ سب کچھ  
جانتا ہے اور دانا ہے۔

(۱۱: ۴)

يَسْتَفْتُونَكَ قُلِ اللَّهُ يُفْتِيكُمْ  
فِي الْكَلْبَةِ... يَسْتَفْتُونَكَ قُلِ اللَّهُ  
تَصَلُّوا وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ  
(۱۷۶: ۴)

وہ تم سے فتویٰ پوچھتے ہیں۔ کہو اللہ کلامہ کے  
معاملہ میں تمہیں فتویٰ دیتا ہے... اللہ تمہارے  
لیے احکام کی توضیح کرتا ہے تاکہ تم بھٹک نہ  
جاؤ اور وہ ہر چیز کا علم رکھتا ہے۔

وَأُولُوا الْأَرْحَامِ بَعْضُهُمْ أَوْلَى  
بِبَعْضٍ فِي كِتَابِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ بِكُلِّ شَيْءٍ  
عَلِيمٌ

اللہ کی کتاب میں رشتہ دار دوسروں کی نسبت  
ایک دوسرے کے زیادہ حق دار ہیں، اللہ ہر  
چیز کا علم رکھتا ہے۔

(۷۵: ۸)

إِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ...  
فَرِيضَةٌ مِنَ اللَّهِ وَاللَّهُ عَلِيمٌ

صدقات تو فقراؤ کے لیے ہیں... یہ اللہ کی  
طرف سے مقرر کیا ہوا قاعدہ ہے اور اللہ سب

حکیم۔

(۶۰:۹)

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَيْسَ ذَنْبُكَ  
الَّذِينَ مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ... كَذَلِكَ  
يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ آيَاتِهِ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ

(۵۹-۵۸:۲۴)

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا جَاءَكُمْ  
الْمُؤْمِنَاتُ مِمَّا جَاءَتْ قَابِئَاتُهُنَّ...  
ذَلِكَ حُكْمُ اللَّهِ بَيْنَكُمْ وَاللَّهُ  
عَلِيمٌ حَكِيمٌ

(۱۱۰:۶۰)

کچھ جاننے والا اور دانا ہے۔

اے لوگو جو ایمان لائے ہو، تمہارے غلام تمہارے  
پاس اجازت لے کر آئیں... اس طرح اللہ  
تمہیں احکام کھول کر بتاتا ہے اور وہ سب کچھ  
جاننے والا اور دانا ہے۔

اے لوگو جو ایمان لائے ہو، جو مومن عورتیں ہجرت  
کر کے تمہارے پاس آئیں ان کا امتحان لو...  
یہ اللہ کا حکم ہے، وہ تمہارے معاملات میں  
فیصلہ کرتا ہے اور اللہ سب کچھ جاننے والا اور  
دانا ہے۔

۳۔ اللہ کی قانونی حاکمیت | ان وجوہ سے قرآن فیصلہ کرتا ہے کہ اطاعت خالصتہ اللہ کی

اور پیروی اسی کے قانون کی ہونی چاہیے۔ اس کو چھوڑ کر دوسروں کی، یا اپنی خواہشات نفس کی  
پیروی ممنوع ہے:

اے نبی، ہم نے یہ کتاب حق کے ساتھ تمہاری  
طرف نازل کی ہے پس تم دین کو اللہ کے لیے  
خالص کر کے اس کی بندگی کرو۔ خبردار، دین خالص  
اللہ ہی کے لیے ہے۔

إِنَّا أَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ  
فَاعْبُدِ اللَّهَ مُخْلِصًا لَهُ الدِّينَ ۚ إِنَّ اللَّهَ  
الدِّينَ الْخَالِصَ (۲:۳۹)

کہو، مجھے حکم دیا گیا ہے کہ دین کو اللہ کے لیے  
خالص کر کے اس کی بندگی کرو اور مجھے حکم دیا  
گیا ہے کہ سب سے پہلے مطاعت جھکا دینے  
والا میں ہوں۔

قُلْ إِنِّي أُمِرْتُ أَنْ أَعْبُدَ اللَّهَ  
مُخْلِصًا لَهُ الدِّينَ وَأُمِرْتُ لِأَنْ أَكُونَ  
أَوَّلَ الْمُسْلِمِينَ (۲:۳۹)

وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَسُولًا  
 أَنْ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ (۲۶: ۱۶)  
 وَمَا أَمْرُهُ إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ  
 لَهُ الدِّينَ حُنَفَاءَ (۵: ۹۸)

ہم نے ہر امت میں ایک رسول بھیجا کہ اللہ کی  
 بندگی کرو اور طاغوت سے اجتناب کرو۔  
 اُن کو کوئی حکم اس کے سوا نہیں دیا گیا کہ کسی  
 ہو کہ اللہ کی بندگی کریں دین کو اُنس کے لیے  
 خالص کرتے ہوئے۔

اتَّبِعُوا مَا أَنْزَلَ إِلَيْكُم مِّن رَّبِّكُمْ  
 وَلَا تَتَّبِعُوا مَن دُونِهِ أُولَئِكَ (۳: ۷)  
 وَلَئِن اتَّبَعْتَ أَهْوَاءَهُمْ بَعْدَ  
 مَا جَاءَكَ مِّنَ الْعِلْمِ مَا لَكَ مِنَ اللَّهِ  
 مِّنْ قَلِيلٍ وَلَا وَاقٍ (۳۴: ۱۳)

پیروی کرو اس چیز کی جو تمہاری طرف نازل کی گئی  
 ہے تمہارے رب کی طرف سے اور اسے چھوڑ کر  
 دوسرے سرپرستوں کی پیروی نہ کرو۔  
 اور اگر تو نے اُس علم کے بعد جو تیرے پاس آ  
 چکا ہے اُن کی خواہشات کی پیروی کی تو اللہ  
 کے مقابلہ میں نہ تیرا کوئی حامی ہوگا نہ بچانے والا۔  
 پھر ہم نے تجھ کو دین کے ایک خاص طریقے پر  
 قائم کر دیا پس تو اسی کی پیروی کر اور ان لوگوں  
 کی خواہشات کی پیروی نہ کر جو علم نہیں رکھتے۔

ثُمَّ جَعَلْنَاكَ عَلَىٰ شَرِّ عِصْيَةٍ مِّنَ  
 الْأُمْرِ قَاتِلًا فَاتَّبِعْ أَهْوَاءَ الَّذِينَ  
 لَا يَعْلَمُونَ (۱۸: ۴۵)

وہ کہتا ہے کہ اللہ نے انسانی معاملات کو منضبط کرنے کے لیے جو حدیں مقرر کر دی ہیں  
 ان سے متجاوز کرنے کا کسی کو حق نہیں ہے:

لہٰذا بڑھاپے جی جی اللہ کے مقابلہ میں سرکشی کرے اور اللہ کے سوا جس کی بندگی کی جائے، خواہ بندگی  
 کرنے والا اس کے جبر سے مجبور ہو کر اس کی بندگی کرے یا اپنی رضا و رغبت سے ایسا کرے،  
 وہ طاغوت ہے، قطع نظر اس سے کہ وہ کوئی انسان ہو یا شیطان یا میت یا اور کوئی چیز۔  
 دابن جریر الطبری، جامع البیان فی تفسیر القرآن، ج ۳، ص ۱۱

... تِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ فَلَا تَعْتَدُوهَا وَمَنْ يَتَعَدَّ حُدُودَ اللَّهِ فَأُولَئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ (۲۲۹: ۲)

... یہ اللہ کی باندھی ہوئی حدیں ہیں، ان سے تجاوز نہ کرو۔ اور جو اللہ کی حدود سے تجاوز کریں وہی ظالم ہیں۔

... تِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ وَمَنْ يَتَعَدَّ حُدُودَ اللَّهِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهُ (۱: ۶۵)

... وَتِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ وَلِلْكَافِرِينَ عَذَابٌ أَلِيمٌ (۴: ۵۸)

... یہ اللہ کی حدیں ہیں، اور جو اللہ کی حد سے تجاوز کرے اس نے اپنے نفس پر خود ظلم کیا۔

... یہ اللہ کی حدیں ہیں، اور پابندی سے انکار کرنے والوں کے لیے دردناک سزا ہے۔

نیز وہ کہتا ہے کہ اللہ کے حکم کے خلاف جو حکم بھی ہے نہ صرف غلط اور ناجائز ہے بلکہ کفر و ضلالت اور ظلم و فسق ہے۔ اس طرح کا ہر فیصلہ جاہلیت کا فیصلہ ہے جس کا انکار لازماً ایمان ہے :

وَمَنْ لَّمْ يَحْكَمْ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ فَأُولَئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ - (۴۴: ۵)

وَمَنْ لَّمْ يَحْكَمْ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ فَأُولَئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ (۴۵: ۵)

وَمَنْ لَّمْ يَحْكَمْ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ فَأُولَئِكَ هُمُ الْفٰسِقُونَ (۴۶: ۵)

أَفَحُكْمَ الْجَاهِلِيَّةِ يَبْغُونَ وَمَنْ أَحْسَنُ مِنَ اللَّهِ حُكْمًا لِقَوْمٍ يُوقِنُونَ (۵۰: ۵)

اور جو اللہ کے نازل کردہ حکم کے مطابق فیصلہ نہ کریں وہی کافر ہیں۔

اور جو اللہ کے نازل کردہ حکم کے مطابق فیصلہ نہ کریں وہی ظالم ہیں۔

اور جو اللہ کے نازل کردہ حکم کے مطابق فیصلہ نہ کریں وہی فاسق ہیں۔

کیا وہ جاہلیت کا فیصلہ چاہتے ہیں؟ حالانکہ یقین رکھنے والوں کے لیے اللہ سے بہتر فیصلہ کرنے والا اور کون ہو سکتا ہے۔

کیا تو نے نہیں دیکھا ان لوگوں کو جو دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ ایمان لاتے ہیں اُس کتاب پر

الَّذِينَ يَزْعُمُونَ أَنَّهُمْ آمَنُوا بِمَا أَنْزَلَ

مِنْ قَبْلِكَ يُرِيدُونَ أَنْ يَتَّخِذُوا إِلَى  
الطَّاغُوتِ وَقَدْ أُمِرُوا أَنْ يَكْفُرُوا  
بِهِ وَيُرِيدُ الشَّيْطَانُ أَنْ يُضِلَّهُمْ ضَلَالًا  
بَعِيدًا (۶۰: ۴)

جو تیری طرف نازل کی گئی ہے اور ان کتابوں  
پر جو تجھ سے پہلے نازل کی گئی تھیں، اور پھر  
چاہتے ہیں کہ فیصلے کے لیے اپنا معاملہ طاغوت  
کے پاس لے جائیں، حالانکہ انہیں اس کا انکار  
کرنے کا حکم دیا گیا تھا؛ شیطان چاہتا ہے کہ انہیں  
بھٹکا کر گمراہی میں ڈورے جائے۔

۴۔ رسول کی حیثیت | خدا کا وہ قانون، جس کی پیروی کا اوپر کی آیتوں میں حکم دیا گیا ہے،  
انسان تک اس کے پہنچنے کا ذریعہ صرف اس کا رسول ہے۔ وہی خدا کی طرف سے اس کے احکام  
اور اس کی ہدایات انسانوں کو پہنچاتا ہے اور وہی اپنے قول اور عمل سے ان احکام و ہدایات کی  
تشریح کرتا ہے۔ پس رسول انسانی زندگی میں خدا کی قانونی حاکمیت (LEGAL SOVEREIGNTY)  
کا نمائندہ ہے اور اس بنا پر اس کی اطاعت عین خدا کی اطاعت ہے۔ خدا ہی کا یہ حکم ہے کہ  
رسول کے امر و نہی اور اس کے فیصلوں کو بے چون و چرا تسلیم کیا جائے، حتیٰ کہ ان پر دل میں  
بھی ناگواری پیدا نہ ہو، ورنہ ایمان کی خیر نہیں ہے:

وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُولٍ إِلَّا لِيُطَاعَ  
بِإِذْنِ اللَّهِ (۶۴: ۴)

ہم نے جو رسول بھی بھیجا ہے اس لیے بھیجا ہے  
کہ اللہ کے اذن سے اس کی اطاعت کی جائے۔  
اور جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے  
وہ اصل اللہ کی اطاعت کی۔

وَمَنْ يُطِيعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ  
اللَّهَ (۸۰: ۴)

اور جو کوئی رسول سے اختلاف کرے جبکہ ہدایت  
اس پر واضح ہو چکی ہو اور ایمان لانے والوں کی  
روش چھوڑ کر دوسری راہ چلے اسے ہم اسی طرف  
پھیر دیں گے جدھر وہ خود پھر گیا اور اس کو جہنم

وَمَنْ يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ  
مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَىٰ وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ  
الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّىٰ وَفُضِّلَ  
جَهَنَّمَ وَسَاءَتْ مَصِيرًا (۱۱۵: ۴)



میں جھوٹکیں گے اور وہ بہت برا ٹھکانا ہے۔  
جو کچھ رسول تمہیں دے اسے لے لو اور جس چیز  
سے روک دے اس سے باز رہو اور اللہ سے  
ڈرو اللہ سخت سزا دینے والا ہے۔

پس نہیں تیرے رب کی قسم وہ ہرگز مومن نہ  
ہوں گے جب تک کہ (مے نبی) وہ تجھے اپنے  
باہمی اختلاف میں فیصلہ کرنے والا نہ مان لیں  
اور پھر جو فیصلہ تو کرے اس پر اپنے دل میں تہمتی  
نہ محسوس کریں بلکہ سرسبر تسلیم کر لیں۔

وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا  
نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ  
شَدِيدُ الْعِقَابِ (۵۹: ۷)

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ  
فِي مَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنفُسِهِمْ  
حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا۔  
(۶۵: ۴)

۵۔ بالاتر قانون | خدا اور رسول کا حکم قرآن کی رو سے وہ بالاتر قانون (SUPREME LAW) ہے جس کے مقابلہ میں اہل ایمان صرف اطاعت ہی کا رویہ اختیار کر سکتے ہیں۔ جن معاملات میں خدا اور رسول اپنا فیصلہ دے چکے ہیں ان میں کوئی مسلمان خود آزادانہ فیصلہ کرنے کا مجاز نہیں ہے۔ اور اس فیصلے سے انحراف ایمان کی ضد ہے:

کسی مومن مرد اور کسی مومن عورت کو یہ حق نہیں  
ہے کہ جب اللہ اور اس کا رسول کسی معاملہ کا  
فیصلہ کر دیں تو اپنے اس معاملے میں ان کے لیے  
کوئی اختیار باقی رہ جائے، اور جو کوئی اللہ اور  
اس کے رسول کی ناقربانی کرے وہ کھلی گراہی میں پڑ گیا۔

وہ کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے اللہ اور رسول پر  
اور ہم نے اطاعت قبول کی، پھر اس کے بعد ان  
میں سے ایک فرقہ منہ موڑتا ہے۔ یہ لوگ ہرگز

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا لِمُؤْمِنَةٍ إِذَا  
قَضَىٰ اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَمْرًا أَنْ يَكُونَ لَهُمُ  
الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ وَمَنْ يَعْصِ اللَّهَ وَ  
رَسُولَهُ فَقَدْ وَفَّقْنَا لَعْنَتِنَا۔  
(۳۳: ۳۶)

وَيَقُولُونَ آمَنَّا بِاللَّهِ وَبِالرَّسُولِ  
وَإِنَّا لَخَيْرُ الْبَرِيَّةِ مِنْهُمْ مِنْ بَعْدِ ذَلِكَ  
وَمَا أَوْلَيْكَ بِالْمُؤْمِنِينَ وَإِذَا دُعُوا إِلَىٰ

اللّٰهُ وَرَسُولِهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اِذَا فَرِقْتُمْ  
مِّنْهُمْ مَّعْرُوفُونَ -

(۲۴: ۴۷-۴۸)

اِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِينَ اِذَا دُعُوا  
اِلَى اللّٰهِ وَرَسُولِهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اَنْ يَقُولُوا  
سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ

(۲۴: ۵۱)

مومن نہیں ہیں اور جب ان کو بلایا جاتا ہے اللہ اور  
اس کے رسول کی طرف تاکہ رسول ان کے درمیان  
فیصلہ کرے تو ان میں سے ایک فریق منہ مٹوڑ جاتا ہے  
ایمان لانے والوں کا کام تو یہ ہے کہ جب وہ بلائے  
جائیں اللہ اور اس کے رسول کی طرف تاکہ رسول ان  
کے درمیان فیصلہ کرے تو وہ کہیں کہ ہم نے سنا اور  
اطاعت کی، ایسے ہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔

۶۔ خلافت | انسانی حکومت کی صحیح صورت قرآن کے مطابق صرف یہ ہے کہ ریاست خدا اور رسول  
کی قانونی بالادستی تسلیم کر کے اُس کے حق میں حاکمیت سے دست بردار ہو جائے اور حاکم حقیقی کے  
تحت "خلافت" و نیابت کی حیثیت قبول کرے۔ اس حیثیت میں اس کے اختیارات، خواہ وہ  
تشریحی ہوں یا عدالتی یا انتظامی، لازماً اُن حدود سے محدود ہوں گے جو اوپر پیرا گراف ۳، ۴ اور  
۵ میں بیان ہوئے ہیں۔

وَاَنْزَلْنَا اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا  
لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتٰبِ وَمُهَيْمِنًا عَلَيْهِ  
فَاَحْكُم بَيْنَهُم بِمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعْ  
اَهْوَاءَهُمْ عَمَّا جَاءَكَ مِنَ الْحَقِّ

(۲۸: ۵)

(اے نبی) ہم نے یہ کتاب تمہاری طرف حق کے  
ساتھ نازل کی ہے جو تصدیق کرتی ہے پہلے آئی  
ہوئی کتابوں کی اور تمہیں ان پر پس جو کچھ اللہ  
نے نازل کیا ہے تم اُس کے مطابق لوگوں کے  
درمیان فیصلے کرو اور لوگوں کی خواہشات کی  
پیروی میں اس حق سے منہ نہ مٹوڑو جو تمہارا پاس آیا ہے  
اے داؤد ہم نے تم کو زمین میں خلیفہ بنا دیا ہے لہذا تم  
حق کے ساتھ لوگوں کے درمیان فیصلے کرو اور خود اپنے نفس کی  
پیروی نہ کرو کہ وہ تمہیں اللہ کے راستے سے ٹھکائے جائے

يٰۤاٰدٰۤا وَاِنَّا جَعَلْنَاكَ خَلِيْفَةً فِى الْاَرْضِ  
فَاَحْكُم بَيْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوٰى  
فَيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ (۲۶: ۳۸)

۷۔ خلافت کی حقیقت | اس خلافت کا جو تصور قرآن میں دیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ زمین میں انسان کو جو قدرتیں بھی حاصل ہیں خدا کی عطا اور بخشش سے حاصل ہیں۔ خدا نے خود انسان کو اس حیثیت میں رکھا ہے کہ وہ اس کی بخشی ہوئی طاقتوں کو اس کے دینے ہوئے اختیار سے اس کی زمین میں استعمال کرے۔ اس لیے انسان یہاں خود مختار ممالک نہیں بلکہ اصل مالک کا خلیفہ ہے:

اور یاد کرو جبکہ تمہارے رب نے ملائکہ سے کہا کہ میں زمین میں ایک خلیفہ بناؤں گا اور اسے انسانوں، ہم نے تمہیں زمین میں اختیار کے ساتھ بسایا اور تمہارے لیے اس میں سامان زینت فراہم کیے۔

وَإِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّيْ جَاعِلٌ فِى الْاَرْضِ خَلِيْفَةً - (۲: ۳۱)  
وَلَقَدْ مَكَّنَّاكُمْ فِى الْاَرْضِ وَ جَعَلْنَا لَكُمْ فِيْهَا مَعٰٓيِشًا (۱۰: ۷)

کیا دیکھتے نہیں ہو کہ اللہ نے تمہارے لیے وہ سب کچھ مسخر کر دیا جو زمین میں ہے۔

الْمُرْتَدَاتِ اِنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمْ مٰٓ فِي الْاَرْضِ (۲۲: ۶۵)

ہر وہ قوم جسے زمین کے کسی حصہ میں اقتدار حاصل ہوتا ہے، دراصل وہاں خدا کی خلیفہ ہوتی ہے:

اے قوم عاد، یاد کرو جبکہ اللہ نے تم کو قوم نوح کے بعد خلیفہ بنایا۔  
اور اے قوم ثمود، یاد کرو جبکہ اس نے تمہیں عاد کے بعد خلیفہ بنایا۔

وَ اذْكُرُوْا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ مِنْۢ بَعْدِ قَوْمِ نُوْحٍ (۶۹: ۷)  
وَ اذْكُرُوْا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ مِنْۢ بَعْدِ عٰدٍ - (۷۴: ۷)

اے بنی اسرائیل، قریب ہے وہ وقت کہ تمہارا رب تمہارے دشمن فرعون، کو ہلاک کرے اور زمین میں تم کو خلیفہ بنا دے اور پھر

عَسٰٓى رُبُّكُمْ اَنْ يُّهْلِكَ عَدُوْكُمْ وَيَسَخِّلَ لَكُمْ فِى الْاَرْضِ فَيَنْظُرَكُمْ فَعَسٰٓى رُبُّكُمْ اَنْ يُّهْلِكَ عَدُوْكُمْ وَيَسَخِّلَ لَكُمْ فِى الْاَرْضِ فَيَنْظُرَكُمْ فَعَسٰٓى رُبُّكُمْ اَنْ يُّهْلِكَ عَدُوْكُمْ وَيَسَخِّلَ لَكُمْ فِى الْاَرْضِ فَيَنْظُرَكُمْ (۱۲۹: ۷)

دیکھیے کہ تم کیسے عمل کرتے ہو۔  
پھر ہم نے تمہیں زمین میں خلیفہ بنایا تاکہ دیکھیں  
تم کیسے عمل کرتے ہو۔

ثُمَّ جَعَلْنَاكُمْ خَلَائِفَ فِي الْأَرْضِ  
لِنَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُونَ (۱۲۹:۴)

لیکن یہ خلافت صحیح اور جائز خلافت صرف اسی صورت میں ہو سکتی ہے جبکہ یہ مالک  
حقیقی کے حکم کی تابع ہو۔ اُس سے روگردانی کر کے جو خود مختارانہ نظام حکومت بنایا جاتے  
وہ خلافت کے بجائے بغاوت بن جاتا ہے۔

وہی ہے جس نے تم کو زمین میں خلیفہ بنایا۔  
پھر جو کفر کرے تو اس کا کفر اسی پر وبال ہے  
اور اللہ کے ہاں کافروں کے حق میں ان کا  
کفر کسی چیز میں اضافہ نہیں کرتا مگر خدا کے  
غضب میں، اور کافروں کے لیے ان کا کفر  
کوئی چیز نہیں بڑھاتا مگر خسارہ۔

هُوَ الَّذِي جَعَلَكُمْ خَلَائِفَ فِي  
الْأَرْضِ فَمَنْ كَفَرَ فَعَلَيْهِ كُفْرُهُ وَلَا  
يَزِيدُ الْكَافِرِينَ كُفْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ  
إِلَّا مَقْتًا وَلَا يَزِيدُ الْكَافِرِينَ كُفْرُهُمْ  
إِلَّا خَسَارًا۔ (۳۵ : ۳۹)

کیا تو نے نہیں دیکھا کہ تیرے رب نے کیا کیا عباد  
ساتھ.... اور ثمود کے ساتھ جنہوں نے وادی  
میں پتھر تراشے اور میخوں والے فرعون کے ساتھ  
جنہوں نے ملکوں میں مہر لپی کی؟

الْمُتْرَكِيَّتَ فَعَلَ رَبُّكَ بِعَادٍ...  
وَتَمُودَ الَّذِينَ جَابُوا الصَّخْرَ بِالْوَادِ  
وَفِرْعَوْنَ ذِي الْأَوْتَادِ الَّذِينَ طَغَوْا  
فِي الْبِلَادِ (۸۹ : ۶-۱۱)

اُسے وہی، جیسا فرعون کے پاس کہ وہ مہر لپی  
ہو گیا ہے.... فرعون نے کہا کہ میں تمہارا رب  
برتر ہوں۔

إِذْ هَبَّ إِلَى فِرْعَوْنَ إِنَّهُ طَغَى...  
فَقَالَ أَنَا رَبُّكُمُ الْأَعْلَى  
(۸۱ : ۱۶-۱۲)

تم میں سے جو لوگ ایمان لائے ہیں اور جنہوں نے  
نیک عمل کیے ہیں اللہ نے ان سے وعدہ کیا ہے

وَعَاثَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَ  
عَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لِيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي

الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ  
... يَعِيدُ وَنَحْنُ لَا نُشْرِكُ كُوفًا فِي شَيْئًا

(۵۵: ۲۲)

کہ وہ انہیں زمین میں خلیفہ بنا گئے گا جس طرح  
اس نے ان سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا تھا...  
وہ میری بندگی کریں، میرے ساتھ کسی چیز کو  
شریک نہ کریں۔

۸۔ اجتماعی خلافت | اس جائز اور صحیح نوعیت کی خلافت کا حامل کوئی ایک شخص یا خاندان

یا طبقہ نہیں ہوتا بلکہ وہ جماعت (COMMUNITY) اپنی مجموعی حیثیت میں ہوتی ہے جس نے  
مذکورہ بالا اصولوں کو تسلیم کر کے اپنی ریاست قائم کی ہو۔ آیت ۵۵: ۲۲ کے الفاظ لَکَيْتَسْتَخْلِفُوهُم  
فِي الْأَرْضِ اس معاملہ میں صریح ہیں۔ اس فقرے کی رو سے اہل ایمان کی جماعت کا ہر فرد خلافت  
میں برابر کا حصہ دار ہے۔ کسی شخص یا طبقہ کو عام مومنین کے اختیاراتِ خلافت سلب کر کے  
انہیں اپنے اندر مرکوز کر لینے کا حق نہیں ہے، نہ کوئی شخص یا طبقہ اپنے حق میں خدا کی خصوصی  
خلافت کا دعویٰ کر سکتا ہے۔ یہی چیز اسلامی خلافت کو ملوکیت، طبقاتی حکومت اور تھیا کریسی  
سے الگ کر کے اسے جمہوریت کے رخ پر موڑتی ہے۔ لیکن اس میں اور مغربی تصورِ جمہوریت میں  
اصولی فرق یہ ہے کہ مغربی تصور کی جمہوریت عوامی حاکمیت (POPULAR SOVEREIGNTY)  
کے اصول پر قائم ہوتی ہے، اور اس کے برعکس اسلام کی جمہوری خلافت میں خود عوام خدا کی  
حاکمیت تسلیم کر کے اپنے اختیارات کو برضا و رغبت قانونِ خداوندی کے حدود میں محدود  
کر لیتے ہیں۔

۹۔ ریاست کی اطاعت کے حدود | اس نظامِ خلافت کو چلانے کے لیے جو ریاست

قائم ہوگی، عوام اس کی صرف اطاعت فی المعروف کے پابند ہوں گے، معصیت (قانون کی  
خلاف ورزی) میں نہ کوئی اطاعت ہے اور نہ تعاون۔

اے نبی، جب ایمان لانے والی عورتیں تمہارے

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ

پاس ان باتوں پر جمعیت کرنے کے لیے آئیں کہ

يَا يَعْزُبُكَ عَلَىٰ أَنْ لَا يُشْرِكَنَّ بِاللَّهِ ...

وَلَا يَجْعَلُ لَكَ فِي مَعْرُوفٍ قَبِيلًا يَحْتَمُونَ

(۱۲: ۶۰)

وہ اللہ کے ساتھ شریک نہ کریں گی... اور کسی جائز حکم میں تمہاری نافرمانی نہ کریں گی تو ان کی بیعت قبول کر لو۔

تیکھی اور پرہیزگاری میں تعاون کرو اور گناہ اور زیادتی میں تعاون نہ کرو۔ اور اللہ سے ڈرو، اللہ سخت سزا دینے والا ہے۔

تَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ (۴: ۵)

وَلَا تَطْعَم مِّنْهُمُ إِلَّا ثَمًا أَوْ كَفُورًا (۱۳: ۷۶)

ان میں سے کسی گناہ کار یا ناشکرے کی اطاعت نہ کرو۔

۱۔ شورشی | اس ریاست کا پورا کام، اس کی تاسیس و تشکیل سے لے کر تیس مملکت اور اولی الامر کے انتخاب اور شرعی و انتظامی معاملات تک، اہل ایمان کے باہمی مشورے سے چلنا چاہیے، قطع نظر اس سے کہ یہ مشاورت بلا واسطہ ہو یا منتخب نمائندوں کے ذریعہ سے۔

وَأَمْوَهُمْ شُرُورِي بَيْنَهُمْ (۳۸: ۴۲) اور ان کا کام آپس کے مشورہ سے چلنا ہے۔

۱۱۔ اولی الامر کی صفات | اس ریاست کا نظام چلانے کے لیے اولی الامر کے انتخاب میں

جن امور کو ملحوظ رکھنا چاہیے وہ یہ ہیں:

الف، وہ ان اصولوں کو مانتے ہوں جن کے مطابق خلافت کا نظام چلانے کی ذمہ داری ان کے سپرد کی جا رہی ہے، اس لیے کہ ایک نظام کو چلانے کی ذمہ داری اس کے اصولی معانی پر نہیں ڈالی جاسکتی :-

اے لوگو جو ایمان لائے ہو، اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول کی اور ان لوگوں کی جو تم میں سے اولی الامر ہوں۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ (۴: ۵۹)

اے لوگو جو ایمان لائے ہو اپنے سوا کسی دوسرے کو شریک راز نہ

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا بَطَانَةً مِّنْ

دُوِّنِكُمْ

(۱۱۸: ۳)

بنالو۔

أَمْ حَسِبْتُمْ أَنْ تُتْرَكُوا وَلَمَّا يَعْلَمِ  
اللَّهُ الَّذِينَ جَاهَدُوا مِنْكُمْ وَلَمْ يَتَّخِذُوا  
مِنْ دُونِ اللَّهِ وَلَا رَسُولِهِ وَلَا الْمُؤْمِنِينَ  
وَلِيَّةً

(۱۶: ۹)

کیا تم نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ تمہیں چھوڑ دیا جائیگا  
حالانکہ ابھی اللہ نے یہ تو دیکھا نہیں کہ تم میں سے  
کون وہ لوگ ہیں جنہوں نے جہاد کیا اور اللہ  
اور رسول اور اہل ایمان کے سوا کسی کو اپنے  
معاملات میں ذخیل نہیں بنایا۔

(ب) یہ کہ وہ ظالم، فاسق و فاجر، خدا سے غافل اور حد سے گزر جانے والے نہ ہوں  
بلکہ ایماندار، خدا ترس اور نیکو کار ہوں۔ کوئی ظالم یا فاسق اگر امارت یا امامت کے منصب پر قابض  
ہو جاتے تو اس کی امارت اسلام کی نگاہ میں باطل ہے :

وَإِذْ أُتِيَ ابْرَاهِيمَ فِي رَيْبِهِ بِكَلِمَاتٍ  
فَأَنْتَهتَ قَالَ إِنِّيُ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ إِمَامًا  
قَالَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِي قَالَ لَا مَبْرَأَ لَكَ مِنْهَا

اور یاد کرو جب ابراہیم کو اس کے رب نے چند  
باتوں میں آزمایا اور اس نے وہ پوری کر دیں تو  
رب نے فرمایا میں تجھے لوگوں کا امام بنانے

۱۔ اصل میں لفظ بَطَانَةٌ استعمال ہوا ہے۔ الزمخشری (م ۵۳۸ ص ۱۱۴۴) نے اس کی تشریح یوں کی ہے :  
"ایک شخص کا بٹانہ اور ولیجہ وہ ہے جو اس کا مخصوص دوست اور چیدہ ساتھی ہو، جس پر اعتماد کر کے وہ  
اپنے اہم معاملات میں اس کی طرف رجوع کرتا ہو" (المكتشف، ج ۱، ص ۱۶۲، المطبعة البهتية،  
مصر، ۱۳۴۳ھ)۔

۲۔ اصل میں لفظ ولیجہ استعمال ہوا ہے جس کی ایک تشریح ماشیہ نمبر ۱ میں گزر چکی ہے۔ دوسری تشریح  
الراغب الاصفہانی نے کی ہے کہ "ولیجہ ہر وہ شخص ہے جس کو انسان اپنا متحد بناتے جبکہ وہ اس کے اپنے  
لوگوں میں سے ہو۔ یہ عرب کے اس محاورے سے مانعہ ہے کہ فُلَانٌ وَیُجِئُ فِي الْقَوْمِ، یعنی  
فُلَانٌ شَخْصٌ اس قوم میں گھسا ہوا ہے وراخما لیکہ وہ ان میں سے نہیں ہے" (مفردات فی غریب القرآن  
المطبعة الخیر یہ، مصر، ۱۳۲۲ھ)۔

النَّاطِلِينَ -

(۱۲۴: ۲)

والا ہوں۔ ابراہیم نے کہا اور میری اولاد میں سے

بھی؟ فرمایا میرا عہد ظالموں کو نہیں پہنچتا۔

کیا ہم ان لوگوں کو جو ایمان لاتے ہیں اور جنہوں نے

نیک عمل کیے ہیں، ان لوگوں کی طرح کر دیں جو

زمین میں فساد کرتے ہیں؟ کیا ہم پرہیزگاروں کو

فاجروں کی طرح کر دیں؟

اور تو اطاعت نہ کر کسی ایسے شخص کی جس کے دل کو

ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا ہے اور جس نے

اپنی خواہش نفس کی پیروی اختیار کی ہے اور جس کا

کام حد سے گزرا ہوا ہے۔

أَمْ نَجْعَلُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا

الصَّالِحَاتِ كَالْمُفْسِدِينَ فِي الْأَرْضِ أَمْ

نَجْعَلُ الْمُتَّقِينَ كَالْفُجَّارِ - (۲۸: ۳۸)

وَلَا نَقْطَعُ مَنْ أَعْفَنَّا قَلْبَهُ عَنْ

ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوَاهُ وَكَانَ أَمْرًا فُرْطًا

(۲۸: ۱۸)

اور اطاعت نہ کرو ان حد سے گزر جانے والوں کی جو

وَلَا نَطِيعُوا أَمْوَالِ الْمُسْرِفِينَ الَّذِينَ

يُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ وَلَا يُصْلِحُونَ (۵۴: ۱۵)

۱۔ مشہور حنفی فقیہ ابو بکر الجصاص (م ۳۷۰ھ ۹۸۰ع) اس آیت کی تشریح کرتے ہوئے پہلے یہ بتاتے

ہیں کہ اگرچہ لعنت میں امام سے مراد ہر وہ شخص ہے جس کی پیروی کی جائے، خواہ حق میں یا باطل میں،

لیکن اس آیت میں امام سے مراد صرف وہ شخص ہے جو اتباع کا مستحق ہو اور جس کی پیروی لازم ہو لہذا

اس اعتبار سے امامت کے اعلیٰ مرتبے پر انبیاء ہیں، پھر راست رو خلفاء، پھر صالح علماء اور قاضی۔ اس کے

بعد وہ نکلتے ہیں۔ پس کوئی ظالم نہ تو نبی ہو سکتا ہے اور نہ یہ جائز ہے کہ وہ نبی کا خلیفہ یا قاضی یا ایسا عہد دار

ہو جس کی بات کا ماننا امرِ دین میں لازم ہو۔۔۔۔۔ اس آیت کی دلالت سے ثابت ہوتا ہے کہ فاسق

کی امامت باطل ہے اور وہ خلیفہ نہیں ہو سکتا، اور اگر وہ اپنے آپ کو اس منصب پر مستطو کر دے تو

لوگوں پر اس کا اتباع اور اس کی اطاعت لازم نہیں ہے۔ "احکام القرآن، ج ۱، ص ۷۹-۸۰، مطبوعہ

الہیاتیہ، مصر، ۱۳۴۷ھ)۔



إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ اتَّقَاكُمْ

(۱۳: ۴۹)

تم میں سب سے زیادہ معزز اللہ کے نزدیک وہ ہیں جو زیادہ پرہیزگار ہیں۔

(نوح) وہ نادان اور جاہل نہ ہوں بلکہ ذی علم، دانا اور معاملہ فہم ہوں اور کاروبارِ خلافت کو چلانے

کے لیے کافی ذہنی اور جسمانی اہلیت رکھتے ہوں :

وَلَا تَوْتُوا لَشِقْمَاءَ أَمْوَالِكُمْ الَّتِي

جَعَلَ اللَّهُ لَكُمْ قِيَمًا (۵: ۴)

قَالُوا إِنِّي بَكُونُ لَهُ الْمُلْكُ عَلَيْنَا

وَنَحْنُ أَحَقُّ بِالْمُلْكِ مِنْهُ وَلَمْ يُؤْتَ سَعَةً

مِنَ الْمَالِ قَالَ إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَاهُ عَلَيْكُمْ

وَزَادَهُ قِسْطَةً فِي الْعِلْمِ وَالْجِسْمِ۔

(۲۴: ۲)

اپنے اموال، جنہیں اللہ نے تمہارے لیے فریضہ

قیام بنایا ہے، نادان لوگوں کے حوالے نہ کرو۔

ربی اسرائیل نے کہا، اس کو دینی طاقت کی

ہم پر حکومت کا حق کہاں سے حاصل ہو گیا،

حالانکہ ہم اس کی بہ نسبت بادشاہی کے زیادہ

حق دار ہیں اور اسے مال میں کوئی کٹاؤگی

نہیں دی گئی ہے۔ نبی نے کہا اللہ نے اسے تمہارے

مقابلہ میں برگزیدہ کیا ہے اور اسے علم اور جسم میں

کٹاؤگی دی ہے۔

وَشَدُّ دَنَاؤُكُمْ وَأَثْبَتَهُ الْحِكْمَةَ

وَفَصَلَ الْخِطَابَ (۲۰: ۳۸)

قَالَ اجْعَلْنِي عَلَى خَزَائِنِ الْأَرْضِ

إِنِّي حَفِيظٌ عَلَيْكُمْ (۵۵: ۱۲)

وَلَوْ رَدُّوهُ إِلَى الرَّسُولِ وَإِلَى أُولِي

الْأَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِينَ يَسْتَنْبِطُونَهُ

(۸۳: ۴)

مِنْهُمْ

اور داناؤ کی بادشاہی کو ہم نے مضبوط کیا اور

اسے حکمت اور فیصلہ کن بات کرنے کی صلاح دی

یوسف نے کہا کہ مجھے زمین کے خزانوں پر مقرر

کر دے، میں حفاظت کرنے والا اور باخبر ہوں۔

اور اگر یہ لوگ (ان کو) اپنی اڑانے کے بجائے،

اس خبر کو رسول تک اور ان لوگوں تک پہنچاتے

جو ان میں سے اولی الامر ہیں تو وہ ایسے لوگوں کے

علم میں آجاتی جو ان کے درمیان بات کی تک پہنچ جاتے ہیں

قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ  
وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ (۹: ۳۹)

کہو، کیا وہ لوگ جو علم رکھتے ہیں اور وہ جو علم  
نہیں رکھتے برابر ہو سکتے ہیں؟

۱۵، وہ ایسے امانت دار ہوں کہ ذمہ داریوں کا بوجھ ان پر اعتماد کے ساتھ رکھا جاسکتا  
إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ  
إِلَىٰ أَهْلِهَا (۵۸: ۴)

اللہ تم کو حکم دیتا ہے کہ امانتیں اہل امانت کے  
حوالے کرو۔

۱۲۔ دستور کے بنیادی اصول | اس ریاست کا دستور جن بنیادی اصولوں پر قائم ہوگا وہ یہ ہیں

رَأٰتِ، يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اطِيعُوا  
اللَّهَ وَاطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ  
فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ  
وَالرَّسُولِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَ  
الْيَوْمِ الْآخِرِ (۵۹: ۴)

اُسے لوگو جو ایمان لائے ہو، اطاعت کرو اللہ  
کی اور اطاعت کرو رسول کی اور ان لوگوں کی جو  
تم میں سے اولی الامر ہوں، پھر اگر تمہارے درمیان  
کسی معاملہ میں نزاع ہو جائے تو اسے اللہ اور  
رسول کی طرف پھیر دو اگر تم اللہ اور روزِ آخر پر  
ایمان رکھتے ہو۔

یہ آیت چھ دستوری نکات واضح کرتی ہے، ۱، اللہ اور رسول کی اطاعت کا ہر اطاعت پر مقدم  
ہونا، ۲، اولی الامر کی اطاعت کا اللہ اور رسول کی اطاعت کے تحت ہونا، ۳، یہ کہ اولی الامر  
اہل ایمان میں سے ہوں، ۴، یہ کہ لوگوں کو حکام اور حکومت سے نزاع کا حق ہے، ۵، یہ کہ نزاع  
کی صورت میں آخری فیصلہ کن اللہ اور رسول کا قانون ہے، ۶، یہ کہ نظامِ خلافت میں ایک  
ایسا ادارہ ہونا چاہیے جو اولی الامر اور عوام کے دباؤ سے آزاد رہ کر اس بالاتر قانون کے مطابق  
جملہ نزاعات کا فیصلہ دے سکے۔

دب، منتظر کے اختیارات لازماً حدود اللہ سے محدود اور خدا اور رسول کے قانون سے

لہ اس میں یہ مفہوم شامل ہے کہ ذمہ داریوں کے مناصب ان لوگوں کے حوالہ کیے جائیں جو ان کے

مستحق ہوں (آلوسی، روح المعانی، ج ۵، ص ۵۸، اوزار الطباغۃ المینیہ، مصر، ۱۳۴۵ھ)

محسور ہوں گے جس سے تجاوز کر کے وہ نہ کوئی ایسی پالیسی اختیار کر سکتی ہے نہ کوئی ایسا حکم دے سکتی ہے جو مصیبت کی تعریف میں آتا ہو۔ کیونکہ اس آئینی دائرے سے باہر جا کر اسے اطاعت کے مطالبہ کا حق ہی نہیں پہنچتا اس کے متعلق قرآن کے واضح احکام ہم اوپر پیرا گراف نمبر ۵، ۳ اور ۹ میں نقل کر چکے ہیں۔ علاوہ بریں یہ منظمہ لازماً شورشی، یعنی انتخاب کے ذریعہ سے وجود میں آئی چاہیے اور اسے شورشی، یعنی باہمی مشاورت کے ساتھ کام کرنا چاہیے جیسا کہ پیرا گراف نمبر ۱ میں بیان کیا جا چکا ہے۔ لیکن انتخاب اور مشاورت، دونوں کے متعلق قرآن قطعی اور متعین صورتیں مقرر نہیں کرتا بلکہ ایک وسیع اصول قائم کر کے اس پر عمل درآمد کی صورتوں کو مختلف زمانوں میں معاشرے کے حالات اور ضروریات کے مطابق طے کرنے کے لیے کھلا چھوڑ دیتا ہے۔

(ج) مقننہ: لازماً ایک شوروی سمیت (CONSULTATIVE BODY) ہونی چاہیے

دراصل یہ پیرا گراف نمبر ۱، لیکن اس کے اختیارات قانون سازی بہر حال ان حدود سے محدود ہونگے جو پیرا گراف نمبر ۳ و ۵ میں بیان کیے گئے ہیں۔ جہاں تک ان امور کا تعلق ہے جن میں خدا اور رسول نے واضح احکام دیئے ہیں یا حدود اور اصول مقرر کیے ہیں، یہ مقننہ ان کی تعبیر و تشریح کر سکتی ہے، ان پر عمل درآمد کے لیے ضمنی قواعد اور ضابطہ کارروائی تجویز کر سکتی ہے، مگر ان میں رد و بدل نہیں کر سکتی۔ رہے وہ امور جن کے لیے بالائزہ قانون ساز نے کوئی قطعی احکام نہیں دیئے ہیں، نہ حدود اور اصول متعین کیے ہیں، ان میں اسلام کی اسپرٹ اور اس کے اصول عامہ کے مطابق مقننہ ہر ضرورت کے لیے قانون سازی کر سکتی ہے، کیونکہ ان کے بارے میں کوئی حکم نہ ہونا ہی اس بات کی دلیل ہے کہ شارع نے ان کو اہل ایمان کی صوابدید پر چھوڑ دیا ہے۔

(د) عدلیہ ہر طرح کی مداخلت اور دباؤ سے آزاد ہونی چاہیے تاکہ وہ عوام اور حکام

سب کے مقابلہ میں قانون کے مطابق بے لاگ فیصلہ دے سکے۔ اسے لازماً ان حدود کا پابند

رہنا ہوگا جو پیراگراف ۳ و ۵ میں بیان ہوئے ہیں۔ اور اس کا فرض ہوگا کہ اپنی اور دوسروں کی خواہشات سے متاثر ہوتے بغیر ٹھیک ٹھیک حق اور انصاف کے مطابق معاملات کے فیصلے کرے۔

فَاَحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَ هُمْ وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوَى فَيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ - (۲۶:۳۸)

ان کے درمیان اللہ کے نازل کردہ قانون کے مطابق فیصلہ کر اور ان کی خواہشات کی پیروی نہ کر اور اپنی خواہش نفس کی پیروی نہ کر کہ وہ خدا کے راستے سے تجھے بھٹکا لے جاتے۔

وَإِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ أَتُحْكَمُوا بِالْعَدْلِ (۵۸:۴)

اور جب لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو تو عدل کے ساتھ کرو۔

۱۳۔ ریاست کا مقصد اس ریاست کو دو بڑے مقاصد کے لیے کام کرنا چاہیے۔ اول یہ کہ انسانی زندگی میں عدل قائم ہو اور ظلم و جور ختم ہو جائے:

لَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنَاتِ وَأَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتَابَ وَالْمِيزَانَ لِيَقُومَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ وَأَنْزَلْنَا الْحَدِيدَ فِيهِ بَأْسٌ شَدِيدٌ وَمَنَافِعُ لِلنَّاسِ - (۲۵:۵۷)

ہم نے اپنے رسولوں کو واضح ہدایات کے ساتھ بھیجا اور ان کے ساتھ کتاب اور میزان نازل کی تاکہ لوگ انصاف پر قائم ہوں اور ہم نے لوہا نازل کیا جس میں سخت قوت اور لوگوں کے لیے منافع ہیں۔

دوسرے یہ کہ حکومت کی طاقت اور وسائل سے بھلائی اور نیکی کو ترقی دی جائے اور برائی کو دبا جائے:

الَّذِينَ إِتَّكَفَوْا فِي الْأَرْضِ أَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ وَآمَنُوا بِالْمَعْرُوفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ (۲۱:۲۲)

یہ وہ لوگ ہیں کہ اگر ہم انہیں زمین میں انتظار دیں تو یہ نماز قائم کریں گے، زکوٰۃ دیں گے، نیکی کا حکم دیں گے اور بدی سے روکیں گے۔

۱۴۔ بنیادی حقوق | اس نظام میں رہنے والے مسلم و غیر مسلم باشندوں کے بنیادی حقوق یہ ہیں جنہیں تعدی سے محفوظ رکھنا ریاست کا فرض ہے:

(الف) جان کا تحفظ،

وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ

اللَّهُ الَّا بِالْحَقِّ - (۱۷۴: ۱۶)

(ب) حقوقِ ملکیت کا تحفظ،

لَا تَأْكُلُوا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ يَآئِبَاطِلٍ

(۱۸۸: ۲-۱۸۸: ۳)

(ج) عزت کا تحفظ،

لَا يَسْخَرُونَ مِنْ قومٍ... وَلَا

تَلْمِزُوا وَاالْفُسْكُمْ وَلَا تَنَابَرُوا بِاللْعَابِ

... وَلَا يَغْتَبِبَ بَعْضُكُمْ بَعْضًا

(۴۹: ۱۱-۱۲)

(د) نجی زندگی کا تحفظ،

لَا تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ بُيُوتِكُمْ

حَتَّى تَسْتَأْذِنُوا (۲۴: ۲۴)

وَلَا تَجَسَّسُوا (۱۲: ۴۹)

کسی جان کو جسے اللہ نے حرام کیا ہے حق کے بغیر قتل نہ کرو۔

اپنے مال آپس میں ناجائز طریقوں سے نہ کھاؤ۔

کوئی گروہ دوسرے گروہ کا مذاق نہ اڑائے... اور نہ تم ایک دوسرے کو عیب لگاؤ، نہ ایک دوسرے کو برے لقب دو... نہ تم میں سے کوئی کسی کے پیٹھ پیچھے اسکی بدی کرے

اپنے گھروں کے سوا دوسرے گھروں میں داخل نہ ہو جب تک کہ اجازت نہ لے لو۔ اور لوگوں کے بھید نہ ڈٹو لو۔

حاشیہ (موضوع سابق) لہٰذا میزان سے مراد عدل ہے جیسا کہ مجاہد اور قتادہ وغیرہ مفسرین نے کہا ہے (ابن کثیر، تفسیر القرآن

العظیم، ج ۴، ص ۳۱۴، مطبوعہ مصطفیٰ محمد، مصر، ۱۹۴۷)

۱۵۔ لوہے سے مراد سیاسی قوت ہے۔ اس سے اشارہ اس طرف ہے کہ اگر لوگ ترقی و اختیار

کریں تو ان کے خلاف تلوار کی طاقت استعمال کرنی چاہیے۔ (اللازمی، مفاتیح الغیب، ج ۸، ص ۱۰۱، المطبوعہ الشرفیہ، مصر، ۱۳۲۲ھ)

(۵) ظلم کے خلاف آواز اٹھانے کا حق،

لَا يَجِبُ لِلَّهِ الْجَهْرُ بِالشُّوْمِ

الْقَوْلِ الْأَصْتِ ظَلَمَ (۱۲۸: ۴)

اللہ برائی پر زبان کھولنا پسند نہیں کرتا آلا یہ کہ کسی پر ظلم ہوا ہو۔

(۶) امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا حق جس میں تنقید کی آزادی کا حق بھی شامل ہے،

لُعِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِن بَنِي إِسْرَائِيلَ

عَلَى لِسَانِ دَاوُدَ وَعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ

ذَلِكَ بِمَا عَصَوْا وَكَانُوا يَعْتَدُونَ كَانُوا

لَا يَتَنَاهَوْنَ عَن مَّنْكَرٍ فَعَلُوهُ لَبِئْسَ

مَا كَانُوا يَفْعَلُونَ (۵: ۴۸-۴۹)

بنی اسرائیل میں سے جن لوگوں نے کفر کیا ان پر داؤد اور عیسیٰ ابن مریم کی زبان سے لعنت کی گئی، یہ اس لیے کہ انہوں نے نافرمانی کی اور وہ زیادتیوں کرتے تھے، وہ ایک دوسرے کو بُرے کاموں کے ارتکاب سے روکتے نہ تھے، بہت بڑی بات تھی جو وہ کرتے تھے۔

أَنجَبْنَا الَّذِينَ يَبْهَوْنَ عَنِ الشُّومِ

وَآخَذْنَا الَّذِينَ ظَلَمُوا بَعْدَ آيَاتِنَا

بِمَا كَانُوا يَفْسُقُونَ (۱۶۵: ۴)

ہم نے نجات دی ان لوگوں کو جو برائی سے روکتے تھے اور پکڑ لیا ظالموں کو عذاب سخت میں اس فسق کے بدلے جو وہ کرتے تھے۔

كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ

تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ

وَتُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ (۱۱۰: ۳)

تم وہ بہترین امت مجھنے نکالا گیا ہے لوگوں کے لیے، تم نیکی کا حکم دیتے ہو بدی سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔

(۷) آزادی اجتماع (FREEDOM OF ASSOCIATION) کا حق، بشرطیکہ وہ نیکی اور

بھلائی کے لیے استعمال ہو اور اسے معاشرے میں تفرقے اور بنیادی اختلافات برپا کرنے کا ذریعہ نہ بنایا جائے،

وَلَتَكُنَّ مِّنكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى

الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ

اور ہونا چاہیے تم میں سے ایک ایسا گروہ جو دعوت دے بھلائی کی طرف اور حکم دے نیکی کا

اور روکے بدی سے، ایسے ہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔ اور نہ ہو جاؤ ان لوگوں کی طرح جو متفرق ہو گئے اور جنہوں نے اختلاف کیا جبکہ ان کے پاس واضح ہدایات آچکی تھیں! ایسے لوگوں کے لیے بڑا عذاب ہے۔

عَنِ الْمُنْكَرِ وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ تَفَرَّقُوا وَاخْتَلَفُوا مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْبَيِّنَاتُ وَأُولَئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ (۳۱: ۴۲-۱۰۵)

رح، ضمیر و اعتقاد کی آزادی کا حق،

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ فِي الدِّينِ (۲۵۶: ۲)

أَفَأَنْتَ تُكْفِرُ النَّاسَ حَتَّىٰ يَكْفِرُوا

مُؤْمِنِينَ - (۱۰: ۹۹)

وَالْفِتْنَةُ أَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ (۱۹۱: ۲)

رط، مذہبی دل آزاری سے سختی کا حق،

وَلَا تَسُبُّوا الَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ

دُونِ اللَّهِ - (۱۰۸: ۶)

یہ لوگ خدا کو چھوڑ کر جن معبودوں کو پکارتے ہیں انہیں گالیاں نہ دو۔

اس معاملہ میں قرآن یہ صراحت کرتا ہے کہ مذہبی اختلافات میں علمی بحث تو کی جاسکتی ہے

مگر وہ احسن طریقہ سے ہونی چاہیے،

اہل کتاب کے ساتھ بحث نہ کرو مگر احسن

لَا تُجَادِلُوا أَهْلَ الْكِتَابِ إِلَّا بِالَّتِي

هِيَ أَحْسَنُ (۲۹: ۴۶)

طریقہ سے۔

دی، یہ حق کہ ہر شخص صرف اپنے اعمال کا ذمہ دار ہو اور دوسروں کے اعمال کی ذمہ داری

میں اسے نہ پکڑا جائے،

ہر متنفس جو کاتا ہے اس کا وبال اسی پر ہے اور

وَلَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ إِلَّا عِبَادَهَا وَلَا

لہ فتنہ سے ہر کسی شخص پر تشدد کر کے اسے اپنا دین بدلنے پر مجبور کرنا۔ (ابن جریر ج ۲، ص ۱۱۱)

تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ (۶: ۱۶۴) - کوئی بوجھ اٹھانے والا کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھاتا۔  
(۱۵: ۱۷ - ۱۸: ۳۵ - ۲۹: ۷ - ۳۸: ۵۳)

(ک) یہ حق کہ کسی شخص کے خلاف کوئی کارروائی ثبوت کے بغیر اور انصاف کے معروف تقاضے پورے کیے بغیر نہ کی جائے،

إِن جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَأٍ فَتَبَيَّنُوا  
أَنْ تُصِيبُوا قَوْمًا بِجَهَالَةٍ فَتُصْحَبُوا  
عَلَىٰ مَا فَعَلْتُمْ تَدْرِيثًا - (۶: ۲۹)  
وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ  
(۳۶: ۱۷)

اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لے کر آئے تو تحقیق کر لو، ایسا نہ ہو کہ تم کسی گروہ کو بے جا بنائے جو مجھے نقصان پہنچا دو اور پھر اپنے کیے پر پھینچتاؤ۔ کسی ایسی بات کے پیچھے نہ لگ جاؤ جس کا تمہیں علم نہ ہو۔

وَإِذَا حَكَّمْتُمُ بَيْنَ النَّاسِ أَنْ تَحْكُمُوا بِالْعَدْلِ - (۵۸: ۴)

اور جب لوگوں کے معاملات میں فیصلہ کرو تو عدل کے ساتھ کرو۔

(د) یہ حق کہ حاجت مند اور محروم افراد کو ان کی ناگزیر ضروریات زندگی فراہم کی جائیں اور ان کے مالوں میں حق ہے مدد مانگنے والے کا اور محروم کا۔  
وَقِيَامُ اللَّهِ حَقِّ تِلْسَانِي وَ  
المَحْرُومِ (۱۹: ۵۱)

(م) یہ حق کہ ریاست اپنی رعایا میں تفریق اور امتیاز نہ کرے بلکہ سب کے ساتھ یکساں برتاؤ فرعون نے زمین میں سر اٹھایا اور اس کے باشندوں کو گروہوں میں تقسیم کیا جن میں سے ایک گروہ کو وہ کمزور بنا کر رکھتا تھا... یقیناً وہ مفسد لوگوں میں سے تھا۔  
إِنَّهَا كَانَتْ مِنَ الْمُفْسِدِينَ (۴: ۲۸)

۱۵۔ باشندوں پر حکومت کے حقوق | اس نظام میں باشندوں پر حکومت کے حقوق یہ ہیں:

۱۔ یعنی ہر قصور و آرمی جس قصور کا ارتکاب بھی کرتا ہے اس کا وہ خود ذمہ دار ہے، اس کے سوا کوئی دوسرا ماخوذ نہ ہوگا۔ اور کسی شخص پر اس کے اپنے قصور سوا دوسرے کے قصور کی ذمہ داری نہیں ڈالی جاسکتی۔ ابن جریر ج ۸، ص ۹۳۔



دالف، وہ اس کی اطاعت کریں،

أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

وَأُولَى الْأَمْرِ مِنْكُمْ (۴: ۵۹)

اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول کی اور ان لوگوں کی جو تم میں سے صاحب امر ہوں۔

زب، وہ قانون کے پابند ہوں اور نظم میں خلل نہ ڈالیں،

لَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ بَعْدَ إِصْلَاحِهَا

(۷: ۸۵)

زمین میں فساد نہ کرو اس کی اصلاح ہو جانے کے بعد۔

إِنَّمَا جَزَاءُ الَّذِينَ يُجَارُونَ اللَّهَ

وَرَسُولَهُ وَيَسْعَوْنَ فِي الْأَرْضِ فَسَادًا

أَنْ يُقْتَلُوا أَوْ يُصَلَّبُوا... (۵: ۳۳)

جو لوگ اللہ اور رسول سے جنگ کرتے ہیں اور زمین میں فساد پھیلاتے ہیں ان کی سزا یہ ہے کہ قتل کیے جائیں یا صلیب دیئے جائیں۔

ج، وہ اس کے تمام بھلے کاموں میں تعاون کریں،

تَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَاتَّقُوا اللَّهَ

نیکی اور پرہیزگاری میں تعاون کرو۔

د، وہ دفاع کے کام میں جان اور مال سے اس کی پوری مدد کریں،

مَا لَكُمْ إِذَا قِيلَ لَكُمْ أَنْفِرُوا

فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَقَاتَلْتُمْ إِلَى الْأَرْضِ...

إِلَّا تَنْفِرُوا يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا أَلِيمًا وَ

يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ وَلَا تَعْلَمُونَ مَا

... إِنْفِرُوا خِفَافًا وَثِقَالًا وَجَاهِدُوا

بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنْفُسِكُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ

ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ (۹: ۲۸-۳۱)

تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ جب تم کو خدا کی راہ میں نکلنے

کے لیے کہا جاتا ہے تو تم زمین پر جم کر بیٹھ جاتے ہو

اگر تم نہ نکلو گے تو اللہ تمہیں دردناک سزا دیگا اور

تمہاری جگہ کوئی دوسری قوم لے آئیگا اور تم اس کا کچھ

نہ بگاڑ سکو گے... نکلو، خواہ تم ہلکے ہو یا بھاری اور

جہاد کرو اللہ کی راہ میں اپنی جان اور مال سے،

یہ تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم جانو۔

۱۔ فقہاء کا تقریباً اس پر اتفاق ہے کہ اس سے مراد دراصل وہ لوگ ہیں جو نہرہنی اور ڈاکہ زنی کریں یا

مسخ ہو کر ملک میں بد امنی پھیلائیں (المبصص، ج ۲، ص ۴۹۳)

۱۶۔ خارجی سیاست کے اصول اسلامی ریاست کی خارجی پالیسی کے متعلق جو اہم ہدایات قرآن میں دی گئی ہیں وہ یہ ہیں:

العہد و پیمان کا احترام، اور اگر معاہدہ ختم کرنا ناگزیر ہو تو اس سے دوسرے فریق کو خبردار کر دینا،  
وَأَوْفُوا بِالْعَهْدِ إِنَّ الْعَهْدَ كَانَ  
عہد وفا کرو، یقیناً عہد کے متعلق باز پرس  
مَسْئُولًا - (۱۷: ۳۴)

اللہ کے عہد کو پورا کرو جبکہ تم معاہدہ کرو اور تمہیں  
پنختہ کر لینے کے بعد ان کو نہ ٹوڑو... اور نہ ہو  
جاؤ اس عورت کی طرح جس نے اپنا ہی محنت سے  
کاتا ہوا سوت ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا تم اپنی  
قسموں کو اپنے درمیان مکر و فریب کا ذریعہ بناتے  
ہو تاکہ ایک قوم دوسری قوم سے زیادہ فائدہ حاصل  
کرے۔ اللہ اس چیز کے ذریعہ سے تم کو آزمائش میں  
ڈالتا ہے اور ضرورہ قیامت کے روز تمہارے  
اختلافات کی حقیقت کھول دیگا۔

وَأَوْفُوا بِالْعَهْدِ إِذَا عَاهَدْتُمْ  
وَلَا تَنْقُضُوا الْإِيمَانَ بَعْدَ تَوْكِيدِهَا  
وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ نَفَقَتْ غُرُبَاهُمْ  
بَعْدَ قُوَّةٍ أَنْكَاثًا تَتَّخِذُونَ أَيْمَانَكُمْ  
وَدَخَلَا بَيْنَكُمْ أَنْ تَكُونَ أُمَّةٌ هِيَ أَرْبَىٰ مِنْ  
أُمَّةٍ إِنَّمَا يَبْذُوكُمُ اللَّهُ بِهِ وَلِيُبَيِّنَ لَكُمْ  
يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَا كُنْتُمْ فِيهِ تَخْتَلِفُونَ  
(۱۷: ۹۱-۹۲)

جب تک دوسرے فریق کے لوگ تمہارے ساتھ  
عہد پر قائم رہیں تم بھی قائم رہو یقیناً اللہ پرہیز  
گاروں کو پسند کرتا ہے۔

فَمَا اسْتَقَامُوا لَكُمْ فَاسْتَقِيمُوا لَهُمْ  
إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِينَ (۷: ۹)

مشرکین میں سے جن لوگوں کے ساتھ تم نے  
معاہدہ کیا پھر انہوں نے تمہارے ساتھ وفا کرنے  
میں کوئی کمی نہ کی اور نہ تمہارے خلاف کسی کی  
مدد کی تو ان کے عہد کو معاہدہ کی مدت تک پورا کرو

الَّذِينَ عَاهَدْتُمْ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ثُمَّ لَمْ  
يَنْقُصُوا شَيْئًا وَلَمْ يُظَاهِرُوا عَلَيْكُمْ أَحَدًا  
فَاتِمُوا إِلَيْهِمْ عَهْدَ صِحَّالِي مَدَّتْ إِلَيْهِمْ (۷: ۹)

وَاِنْ اُسْتَنْصِرُواكُمْ فِي الدِّينِ فَعَلَيْكُمْ  
النَّصُ الْاَعْلٰى قَوْمِ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِّثْقَاتُ  
(۸: ۴۲)

اور اگر دشمن کے علاقے میں رہنے والے مسلمان،  
تم سے مدد مانگیں تو مدد کرنا تمہارا فرض ہے،  
مگر یہ مدد کسی ایسی قوم کے خلاف نہیں دی جا  
سکتی جس سے تمہارا معاہدہ ہو۔

وَإِمَّا تَخَافُ مِنْ قَوْمٍ خِيَانَةً  
فَانْبِذْ إِلَيْهِمْ عَلَى سَوَابِرٍ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ  
الْمُخَانِبِينَ - (۸: ۵۸)

اور اگر تمہیں کسی قوم سے خیانت (بد عہدی) کا  
اندیشہ ہو جائے تو ان کی طرف پھینک دو  
دان کا عہد، برابر ہی ملحوظ رکھ کر۔<sup>۱</sup> یقیناً اللہ  
خائنوں کو پسند نہیں کرتا۔

دب، معاملات میں دیانت و راستبازی،

اور اپنی قسموں کو اپنے درمیان مکر و فریب کا  
ذریعہ نہ بنا لو۔<sup>۲</sup>

وَلَا تَتَّخِذُوا اٰیْمَانَكُمْ دَخَلًا  
بَيْنَكُمْ  
(۱۶: ۹۴)

(ج) بین الاقوامی عدل۔

اور کسی گروہ کی دشمنی تم کو اتنا مشتعل نہ کر دے کہ  
تم انصاف نہ کرو۔ انصاف کرو کہ یہی خدا تعالیٰ  
سے زیادہ مناسبت رکھتا ہے۔

وَلَا يُجِزِيَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰى  
اَلَّا تَعْدِلُوْا اِعْدِلُوْا هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى  
(۵: ۸)

(د) جنگ میں غیر جانبدار ممالک کے حدود کا احترام،

یعنی تمہارے اور ان کے درمیان جو معاہدہ یا صلح نامہ ہوا تھا اس کے فسخ ہو جانے کی اطلاع نہیں  
دے دو تا کہ فریقین اس کے فسخ ہونے کے علم میں برابر ہو جائیں، اور اگر تم ان کے خلاف کوئی کارروائی  
کرو تو فریق ثانی اس خیال میں نہ رہے کہ تم نے اس سے بد عہدی کی ہے۔ (المجاص، ج ۳، ص ۸۳)۔  
یعنی دھوکا دینے کی نیت سے معاہدہ نہ کرو کہ فریق ثانی تو تمہاری قسموں کی بنا پر تمہاری طرف سے  
مطلوب ہو جائے اور تمہارا ارادہ یہ ہو کہ موقع پا کر اس سے غدر کرو گے۔ (ابن جریر، ج ۱۴، ص ۱۱۲)۔

فَإِنْ تَوَلَّوْا فَخُذُوهُمْ وَأَقْلُبُوهُمْ  
حَيْثُ وَجَدْتُمُوهُمْ... إِلَّا الَّذِينَ  
يَصِلُونَ إِلَى قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ  
مِيثَاقٌ (۹۰: ۴)

اھ، صلح پسندی،

وَإِنْ جَنَحُوا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا  
(۶۱: ۸)

اور اگر وہ (یعنی دشمنوں سے ملے ہوئے مناقق  
مسلمان) نہ مانیں تو ان کو پکڑو اور قتل کرو چاہا  
پاؤ... سوائے ان لوگوں کے جو کسی ایسی  
قوم سے جا ملیں جس کے ساتھ تمہارا معاہدہ ہو۔

اور اگر وہ صلح کی طرف مائل ہوں تو تم بھی مائل  
ہو جاؤ۔

(و) فساد فی الارض اور زمین میں اپنی بُرائی قائم کرنے کی کوششوں سے اجتناب،  
فَإِنَّكَ إِذَا دَاوَلْتَ الْأَخْيَارَ فَجَعَلَهَا  
لِلَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ عُثُورًا فِي الْأَرْضِ وَ  
لَأَسَادًا وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ  
(۸۳: ۲۸)

وہ آخرت کا گھر تو ہم ان لوگوں کے لئے مخصوص  
کریں گے جو زمین میں اپنی برتری نہیں چاہتے  
اور نہ فساد کرنا چاہتے ہیں۔ نیک انجام پر پیرنگار  
لوگوں کے لئے ہے۔

دز، غیر معاند طاقتوں سے دوستانہ برتاؤ،

اللہ تم کو اس بات سے نہیں روکتا کہ جن لوگوں  
نے تم سے دین کے معاملہ میں جنگ نہیں کی ہے  
اور تمہیں تمہارے گھروں سے نہیں نکالا ہے  
ان کے ساتھ تم نیک سلوک اور انصاف کرو۔  
یقیناً اللہ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

لَا يُنْفِكُمْ اللَّهُ عَنِ الَّذِينَ كَفَرُوا  
بِقَاتِلِكُمْ فِي الدِّينِ وَلَمْ يُخْرِجُوكُمْ  
مِّنْ دِيَارِكُمْ أَنْ تَبَرُّوهُمْ وَتُقْسِطُوا  
إِلَيْهِمْ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ  
(۸: ۶۰)

رح، نیک معاملہ کرنے والوں سے نیک برتاؤ،

کیا احسان کا بدلہ احسان کے سوا کچھ اور ہو  
سکتا ہے؟

هَلْ جَزَاءُ الْإِحْسَانِ إِلَّا الْإِحْسَانُ  
(۶۰: ۵۵)

اط، زیادتی کرنے والوں کے ساتھ اتنی ہی زیادتی جتنی انہوں نے کی ہو،

وَمِن اَعْتَدَىٰ عَلَيْكُمْ فَاَعْتَدُوا  
عَلَيْهِ بِمِثْلِ مَا اَعْتَدَىٰ عَلَيْكُمْ وَاَنْتُمْ  
اَللّٰهُ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ (۱۹۴: ۲)  
وَ اِنَّ عَاقِبَتُمْ فَعَا قِبُوْا عَلَيْهِ  
بِمِثْلِ مَا عُوْ قِبْتُمْ بِهِ وَا لَئِنْ صَبَرْتُمْ  
لَهُ وَا خَيْرٌ لِّلصّٰبِرِيْنَ (۱۲۶: ۱۶)

پس جو کوئی تم پر زیادتی کرے تو تم بھی اس پر  
اسی ہی زیادتی کرو جتنی اس نے کی تھی اور اللہ سے  
ڈرو، ایسے شک اللہ پر مہیزگار لوگوں کے ساتھ ہے  
اور اگر بدلہ لو تو اتنا ہی لو جتنا تمہیں ستایا گیا ہو  
اور اگر صبر کرو تو وہ بہتر ہے صبر کرنے والوں  
کے لیے۔

وَ جَزَاءُ سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا  
فَمَنْ عَفَا وَاَصْلَحَ فَاجْرُهُ عَلَى اللّٰهِ اِنَّهٗ  
لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ وَا لِمَنِ اَنْتَصَرَ بَعْدَ  
ظُلْمٍ فَاُولٰٓئِكَ مَا عَلَيْهِمْ مِنْ سَبِيْلٍ  
اِنَّمَا السَّبِيْلُ عَلَى الَّذِيْنَ يَظْلِمُوْنَ  
النّٰسَ وَيُغَيُّوْنَ فِي الْاَرْضِ مِنْ بَعْدِ الْحَقِّ  
اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ

اور بُرائی کا بدلہ اتنی ہی بُرائی ہے جتنی کی گئی ہو۔  
پھر جو معاف کرے اور اصلاح کرے تو اس کا  
اجر اللہ کے ہاتھ ہے۔ اللہ ظالموں کو پسند نہیں  
کرتا۔ اور وہ لوگ قابلِ گرفت نہیں ہیں جن پر ظلم  
کیا گیا ہو اور اس کے بعد وہ اس کا بدلہ لیں۔  
قابلِ گرفت تو وہ ہیں جو لوگوں پر ظلم کرتے ہیں اور  
زمین میں ناحق سرکشی کرتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے  
لیے دردناک سزا ہے۔

(۴۲: ۴۰-۴۲)

اسلامی ریاست کی خصوصیات | قرآن کے ان ۱۶ نکات میں جس ریاست کی تصویر ہمارے  
سامنے آتی ہے اس کی نمایاں خصوصیات یہ ہیں:

۱: ایک آزاد قوم کی طرف سے یہ شعوری عہد اس ریاست کو وجود میں لانا ہے کہ وہ پوری  
خود مختاری کی مالک ہوتے ہوئے اپنی مرضی سے خود رب العلیین کے آگے سر تسلیم خم کر دے گی،  
اور اس کے ماتحت حاکمیت کے بجائے خلافت کی حیثیت قبول کرے ان ہدایات و احکام کے  
مطابق کام کرے گی جو اس نے اپنی کتاب اور اپنے رسول کے ذریعے عطا کیے ہیں۔

(۲) وہ حاکمیت کو خدا کے لیے خالص کرنے کی حد تک تھپا کر مسی کے بنیادی نظریہ سے متفق ہے۔ مگر اس نظریے پر عمل درآمد کرنے میں اُس کا راستہ تھپا کر مسی سے الگ ہو جاتا ہے۔ مذہبی پیشواؤں کے کسی خاص طبقے کو خدا کی خصوصی خلافت کا حامل ٹھہرانے اور عمل و عقد کے سارے اختیارات اس طبقے کے حوالے کر دینے کے بجائے وہ حدود ریاست میں رہنے والے تمام اہل ایمان کو جنہوں نے رب الغیبین کے آگے سر تسلیم خم کرنے کا شعوری عہد کیا ہے، خدا کی خلافت کا حامل قرار دیتی ہے اور عمل و عقد کے آخری اختیارات مجموعی طور پر ان کے حوالے کرتی ہے۔

(۳) وہ جمہوریت کے اس اصول میں ڈبو کر مسی سے متفق ہے کہ حکومت کا بننا اور بدلنا اور چلایا جانا بالکل عوام کی رائے سے ہونا چاہیے۔ لیکن اس میں عوام مطلق العنان نہیں ہوتے کہ ریاست کا قانون، اس کے اصول حیات، اس کی داخلی و خارجی سیاست اور اس کے وسائل و ذرائع، سب اُن کی خواہشات کے تابع ہوں، اور جہر جہر وہ مائل ہوں یہ ساری چیزیں بھی اسی طرف مڑ جائیں، بلکہ اُس میں خدا اور رسول کا بالاتفاق اپنے اصول و حدود اور اخلاقی احکام و ہدایات سے عوام کی خواہشات پر ضبط قائم رکھنا ہے، اور ریاست ایک ایسے متعین راستے پر چلتی ہے جسے بدل دینے کے اختیارات نہ اس کی منتظمہ کو حاصل ہوتے ہیں، نہ عدلیہ کو، نہ مقننہ کو، نہ مجموعی طور پر پوری قوم کو، الا یہ کہ قوم خود اپنے عہد کو توڑ دینے کا فیصلہ کر کے دائرۃ ایمان سے نکل جائے۔

(۴) وہ ایک نظریاتی ریاست ہے جس کو چلانا فطرۃ انہی لوگوں کا کام ہو سکتا ہے جو اس کے بنیادی نظریے اور اصول کو تسلیم کرتے ہوں، لیکن تسلیم نہ کرنے والے جتنے لوگ بھی اس کے حدود میں تابع قانون ہو کر رہنا قبول کر لیں انہیں وہ تمام مدنی حقوق اسی طرح دیتی ہے جس طرح تسلیم کرنے والوں کو دیتی ہے

(۵) وہ ایک ایسی ریاست ہے جو رنگ، نسل، زبان یا جغرافیہ کی عصبیتوں کے بجائے

صرف اصول کی بنیاد پر قائم ہوتی ہے۔ زمین کے ہر گوشے میں نسل انسانی کے جو افراد بھی چاہیں ان اصولوں کو قبول کر سکتے ہیں اور کسی امتیاز و تعصب کے بغیر بالکل مساوی حقوق کے ساتھ اس نظام میں شامل ہو سکتے ہیں۔ اس نوعیت کی خالص اصولی ریاست کے لیے ایک عالمی ریاست بن جانے میں کوئی رکاوٹ نہیں ہے۔ لیکن اگر زمین کے مختلف حصوں میں بہت سی ریاستیں بھی اس نوعیت کی ہوں تو وہ سب کی سب یکساں اسلامی ریاستیں ہوں گی، کسی قوم پرستانہ کشمکش کے بجائے ان کے درمیان پورا پورا برادرانہ تعاون ممکن ہوگا اور کسی وقت بھی وہ متفق ہو کر اپنا ایک عالمگیر وفاق قائم کر سکیں گی۔

(۶) سیاست کو مفاد اور اغراض کے بجائے اخلاق کے تابع کرنا، اور اسے خدا ترسی و پرہیزگاری کے ساتھ چلانا اس ریاست کی اصل روح ہے۔ اس میں فضیلت کی بنیاد صرف اخلاقی فضیلت ہے۔ اس کے کارفرماؤں اور اہل حل و عقد کے انتخاب میں بھی ذہنی و جسمانی صلاحیت کے ساتھ اخلاق کی پاکیزگی سب سے زیادہ قابلِ لحاظ ہے۔ اس کے داخلی نظام کا بھی ہر شعبہ دیانت و امانت اور بے لاگ عدل و انصاف پر چلنا چاہیے۔ اور اس کی خارجی سیاست کو بھی پوری راستبازی، قول و قرار کی پابندی، امن پسندی، اور بین الاقوامی عدل اور حسن سلوک پر قائم ہونا چاہیے۔

(۷) یہ ریاست محض پولیس کے فرائض انجام دینے کے لیے نہیں ہے کہ اس کا کام صرف نظم و ضبط قائم کرنا اور سرحدوں کی حفاظت کرنا ہو، بلکہ یہ ایک مقصدی ریاست ہے جسے ایجابی طور پر اجتماعی عدل اور بھلائیوں کے فروغ اور برائیوں کے استیصال کے لیے کام کرنا چاہیے۔

(۸) حقوق اور مرتبے اور مواقع میں مساوات، قانون کی فرمانروائی، نیکی میں تعاون اور بدی میں عدم تعاون، خدا کے سامنے ذمہ داری کا احساس، حق سے بڑھ کر فرض کا شعور، افراد اور معاشرے اور ریاست سب کا ایک مقصد پر متفق ہونا، اور معاشرے میں کسی شخص کو